

خبر و نظر Khabr Nazal

U.S. Embassy Magazine
News & Views

Summer Issue 2011
موسم گرما کا شمارہ نمبر ۲۰۱۱ء

The 2010 Floods: A Year Later

Top Stories:

The Worst Natural Disaster
in Pakistan's History: the
Flood of 2010, Then and Now

پاکستان کی تاریخ میں بدترین قدرتی آفت
۲۰۱۰ء کا سیلاب - تب اور آج

A Commitment to Women

خواتین سے وابستگی

Secretary Clinton's Message
to Pakistan

وزیر خارجہ کلنٹن کا پاکستان کے لئے پیغام



U.S. Ambassador Cameron P. Munter, his wife Dr. Marilyn Wyatt and Prime Minister Yousuf Raza Gillani cutting the cake in celebration of America's 235th Independence Day on July 4, 2011

سفیرکیمرون منٹراوران کی اہلیہ ڈاکٹر میریلین وائیٹ، وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے ہمراہ امریکہ کے ۲۳۵ ویں یوم آزادی کی تقریب میں کیک کاٹ رہے ہیں۔

خبر و نظر Khabr Nazal

U.S. Embassy Magazine News & Views

Editor-in-Chief

Mark Davidson
Counselor for Public Affairs

Managing Editor

Alberto Rodriguez
Press Attaché and
Country Information Officer

Associate Editor

Jonathan E Wolfington
Assistant Information Officer

Contacting Us

Khabr-o-Nazar, Public Affairs Section
Embassy of the United States
of America, Ramna-5, Diplomatic
Enclave, Islamabad, Pakistan.

Background

Khabr-o-Nazar is a free monthly
magazine published by the U.S.
Embassy in Islamabad. The monthly
magazine is designed by Evernew
Concepts and printed by PanGraphics
(Pvt) Ltd.

Change of Address and Subscriptions

Send change of addresses and
subscription requests to
infoisb@state.gov

Letters to the Editor

Letters should not exceed 250 words
and should include the writer's name,
address and daytime phone number.
All letters become the property of
Khabr-o-Nazar. Letters will be edited
for length, accuracy and clarity.

Stay Connected

Khabr-o-Nazar News & Views
infoisb@state.gov
Phone: 051-208-0000
Fax: 051-227-8607

Website:

http://islamabad.usembassy.gov

مدیر اعلیٰ:

مارک ڈیوڈسن، قونصل برائے امور عامہ

منتظم مدیر:

البرٹو روڈریگیز، پریس اتاچی و کسٹری انفارمیشن آفیسر

معاون مدیر:

جون ہاتھن۔ ای۔ وی۔ لیفٹننٹ، اسسٹنٹ انفارمیشن آفیسر

ہمارا پتہ:

"خبر و نظر" شعبہ امور عامہ امریکی سفارتخانہ، رمنا-5،
ڈیپلومیٹک انکلیو اسلام آباد، پاکستان

پس منظر:

"خبر و نظر" امریکی سفارتخانہ کی جانب سے شائع کیا
جانے والا بلا قیمت رسالہ ہے۔ اس ماہانہ رسالے کو
ایورنیو کنسپٹس ڈیزائن کرتا ہے اور پرنٹنگ گرافکس
(پرائیویٹ) لمیٹڈ چھاپتا ہے۔

پنا پتہ تبدیل کرنے اور

یہ رسالہ حاصل کرنے کے لئے:

اپنا پتہ تبدیل کرنے کی صورت میں بے رسالہ حاصل کرنے
کیلئے اس ای میل پر درخواست
infoisb@state.gov بھیجیں

مدیر کے نام آپ کے خطوط:

مدیر کے نام آپ کا خط اڑھائی سو الفاظ سے زیادہ نہیں
ہونا چاہیے، نیز اس میں لکھنے والے کا نام، پتہ اور دن
میں زیر استعمال رہنے والا فون نمبر بھی درج ہونا چاہیے۔
آپ کی جانب سے موصول ہونے والے تمام خطوط
"خبر و نظر" کے ریکارڈ کا حصہ بنتے ہیں۔ اختصار، صحیح
اور وضاحت کیلئے ان خطوط کی کاپی چھانٹ کی جائے گی۔

infoisb@state.gov

فون: 051-208-0000 ٹیکس 051-227-8607

ہمارے آن لائن روابط:

http://islamabad.usembassy.gov/
pakistan/khabr_o_nazar.html



یوٹیوب

www.youtube.com/user/usembassyislamabad



فلکر

www.flickr.com/photos/usembassypak



ٹویٹر

www.twitter.com/usembislamabad



سفارتخانہ کی
فیس بک پیج

"Like" and "Suggest to Friends"
Embassy's Facebook Page
www.facebook.com/pakistanusembassy

Table of Contents

فہرست مضامین

Front Cover: U.S. Ambassador to Pakistan Cameron P. Munter participating in a humanitarian mission bringing relief supplies to Hassan Khan Jamali, Sindh, Pakistan, Oct 30, 2010.

سرورق: پاکستان میں امریکہ کے سفیر کیمرون منٹر انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جاری امدادی مشن میں شرکت کے دوران ۳۰ اکتوبر کو حسن خان جمالی، سندھ، میں امدادی اشیاء پہنچا رہے ہیں۔

Editor's Corner

گوشہ مدیر

05

The Worst Natural Disaster in Pakistan's History: the Flood of 2010, Then and Now

پاکستان کی تاریخ میں بدترین قدرتی آفت ۲۰۱۰ء کا سیلاب۔ تب اور آج

06

A Commitment to Women

خواتین سے وابستگی

10

Earth Day

یوم ارض

13

Secretary Clinton's Message to Pakistan

وزیر خارجہ کلنٹن کا پاکستان کے لئے پیغام

14

U.S. Consulates General in Karachi and Lahore Team Up to Run First International Social Media Summit in Pakistan Columns

کراچی اور لاہور کے امریکی قونصل خانوں کی طرف سے پاکستان میں سوشل میڈیا کی پہلی بین الاقوامی کانفرنس

17

Pakistani Students Blast Off to Space Camp in America

پاکستانی طلبہ کی امریکہ کے خلائی کیمپ میں آمد

18

Fun Facts about the Fourth of July

چار جولائی کے حوالے سے دلچسپ حقائق

20

Beethoven Symphony Unites Americans for Pakistan Flood Recovery

پاکستانی متاثرین سیلاب کی بحالی کے لئے پیٹھوین کی موسیقی نے امریکیوں کو اکٹھا کر دیا

23

Imam Khalid Latif: Building Communities of Faith and Diversity in America

امام خالد لطیف: امریکہ میں بین المذاہب ہم آہنگی اور تنوع کے فروغ کیلئے کوشاں

25

Muslim-American Women Lead Community Projects for Earth Day

یوم ارض کے منصوبوں میں مسلمان امریکی خواتین کا نمایاں کردار

28

Philanthropist Feeds and Empowers Americans and Pakistanis

امریکیوں اور پاکستانیوں کو کھانا کھلانے اور با اختیار بنانے والا انسان دوست شخص

30

U.S. Honors Mr. Shamshad Hussain of Pakistan as State Alumni Member of the Month (May)

پاکستان کے شمشاد حسین کیلئے امریکہ کی جانب سے ماہ مئی کے اسٹیٹ الومنی ممبر کا اعزاز

33

Visit the 50 States: Maine

پچاس ریاستوں کی سیر: مین

34

Ask the Consul

قونصل سے پوچھیے

37

Letters to the Editor

قارئین کی آراء

39



Dear Readers:

This summer issue is a very special one. It commemorates the one-year anniversary of the devastating floods which covered so much of Pakistan last summer. While the rains and their aftermath certainly overwhelmed the infrastructure of the nation, this disaster also showed the mettle and resilience of the Pakistani people.

The American people and government saw the destruction and wanted to help. We were the first country to immediately provide assistance. On the very first day of operations-36 hours after the rains began - the U.S. government helped rescue more than 400 people and delivered more than 3,000 pounds of relief supplies to isolated flood victims. American soldiers working side by side with Pakistani soldiers proved once again that, by working together, any obstacles can be overcome.

To help farmers in flood-affected areas restore their livelihoods, USAID provided immediate assistance in 22 of the worst-affected districts of the country. A year later, farmers have been able to harvest bumper crops of wheat from seeds provided through funding by the United States. The donated wheat seed and fertilizer produced an estimated 630,000 tons of wheat. Families are rebuilding their lives with assistance from the Citizen's Damage Compensation Fund, to which the US provided \$190 million dollars - enough to provide assistance for more than one million families.

To commemorate the floods, we pored through stacks of photographs that our military took late last summer and early fall and chose the ones we think best convey the myriad feelings that the waters evoked: helplessness as people watched their possessions float away, relief as U.S. army helicopters dropped food and other supplies in places that were otherwise unreachable, anger and resignation as days and weeks in displaced persons camps turned into months. Above all, they show the resiliency and the tough spirit of the Pakistani people coping with the aftermath of the flood.

This magazine is dedicated to those who lost their lives and those who are still fighting to rebuild their lives.

By the time you will receive this magazine, the holy month of Ramadan will have started. Muslims all over the world, including in the United States, are celebrating this season of reflection, compassion, and sacrifice with family and friends. I wish all the readers Ramadan Mubarak!

Alberto Rodriguez

Alberto Rodriguez

Managing editor and Press Attaché

U.S. Embassy Islamabad

Email: infoisb@state.gov

Website: <http://islamabad.usembassy.gov>

تمام قارئین کو خوش آمدید، موسم گرما کا یہ شمارہ بہت ہی خاص ہے۔ کیونکہ یہ شمارہ گزشتہ موسم گرما میں پاکستان کے وسیع علاقے میں آنیوالے تباہ کن سیلاب کا ایک سال پورا ہونے کے موقع پر شائع ہو رہا ہے۔ اگرچہ بارشوں اور ان کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا تھا لیکن اس تباہی اور بربادی کے دوران پاکستانی عوام نے بے پناہ ہمت اور صبر برداشت کا مظاہرہ کیا۔

امریکی عوام اور حکومت نے یہ تباہی دیکھی اور مدد فراہم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس موقع پر امریکہ فوری طور پر امداد پہنچانے والا پہلا ملک تھا۔ امدادی کارروائیوں کے پہلے ہی روز، یعنی بارشوں کے آغاز کے چھتیس گھنٹوں کے اندر اندر، امریکی حکومت نے سیلاب میں گھرے ہوئے چار سو سے زائد افراد کو محفوظ مقامات تک پہنچایا اور سیلاب زدگان کو تین ہزار پاؤنڈ سے زائد امدادی اشیاء، ہم پہنچائیں۔ امریکی فوجیوں نے پاکستانی فوج کے ساتھ شانہ بہ شانہ کام کر کے ایک بار پھر ثابت کیا کہ مل جل کر کام کر کے ہر مشکل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

ملک میں سیلاب زدہ علاقوں میں کاشتکاروں کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کے لئے یو ایس ایڈ نے سیلاب سے بری طرح متاثر ہونے والے بائیس اضلاع میں فوری امداد مہیا کی۔ ایک برس کے بعد یہی کسان امریکی حکومت کے مالی تعاون سے مہیا کئے گئے بیجوں کی مدد سے گندم کی شاندار فصل حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ امداد کے طور پر فراہم کئے جانے والے گندم کے بیج اور کھاد سے چھ لاکھ ٹن گندم آگائی گئی۔ شہریوں کے نقصان کا ازالہ کرنے کیلئے قائم کئے جانے والے فنڈ کی جانب سے دی جانے والی امداد سے متاثرہ خاندان اپنی زندگی دوبارہ تعمیر کر رہے ہیں۔ امریکی حکومت نے اس فنڈ کے لئے انیس کروڑ ڈالر فراہم کئے تھے اور یہ امداد دس لاکھ خاندانوں کی اعانت کے لئے کافی تھی۔

سیلاب کی یادیں تازہ کرنے کیلئے ہم نے گزشتہ گریموں کے اواخر اور موسم خزاں کے شروع میں اپنے فوجیوں کی طرف سے لی گئی تصاویر کے ذخیرے کو کھنگلاتا کہ ایسی تصویروں کا انتخاب کیا جاسکے جو سیلاب سے پیدا ہونے والے احساسات کی بہترین عکاسی کرتی ہوں۔ یعنی اپنے مال و متاع کو پانی میں بہتا دیکھنے کی بے بسی، ناقابل رسائی علاقوں میں امریکی فوجی ہیلی کاپٹروں کے ذریعے گرائی جانے والی خوراک اور دیگر امدادی اشیاء، بے گھر لوگوں کے کمپوں میں گزرنے والے دن اور نئے مہینوں میں تبدیل ہونے پر غصے اور مایوسی کی کیفیت۔ سب سے بڑھ کر یہ تصاویر سیلاب سے پیدا ہونے والی صورتحال کا مقابلہ کرنے کیلئے پاکستانی عوام کی استقامت اور قوت برداشت کے بے مثال مظاہرے کو ظاہر کرتی ہیں۔

یہ جریدہ ان تمام لوگوں کے نام ہے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور جواب تک اپنی زندگیوں کو از سر نو تعمیر کرنے میں مصروف ہیں۔

جب یہ رسالہ آپ کو موصول ہوگا اس وقت تک رمضان المبارک کے مقدس مہینے کا آغاز ہو چکا ہوگا۔ امریکہ سمیت دنیا بھر کے مسلمان تفکر، دردمندی اور قربانی کا یہ زمانہ اپنے خاندانوں اور دوستوں کے ہمراہ گزار رہے ہیں گے۔ میں تمام قارئین کو ماہ صیام کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

Alberto Rodriguez

البرٹو رڈریگس

مدیر اعلیٰ و پریس اتاشی سفارتخانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

ای میل: infoisb@state.gov ویب سائٹ: <http://islamabad.usembassy.gov>

The Worst Natural Disaster in Pakistan's History: the Flood of 2010, Then and Now

پاکستان کی تاریخ میں بدترین قدرتی آفت ۲۰۱۰ء کا سیلاب۔ تب اور آج

Recovering from the Flood: The United States
Stands by Pakistan in its Hour of Need

By: Rima Vydmantas and Anthony Jones

سیلاب کی تباہ کاریوں کے بعد بحالی
امریکہ ضرورت کے وقت پاکستان کے شانہ بشانہ



Last year's monsoon flooding was called, almost from the first day, the worst natural disaster in Pakistan's history. The floods, which began late July 2010, brought death and destruction to large swaths of Pakistan. Hundreds of people drowned, hundreds of thousands were left without adequate food or water, livestock died, crops were ravaged, and roads, bridges, and other infrastructure were destroyed. The entire nation was affected.

In just the first days of the crisis, more than 300 people died and over 27,000 people were stranded without food, clean water, or proper shelter. In Pakistan's hour of need, the United States was the first foreign nation off the mark, and provided the people of this country more assistance than any other country.

گذشتہ برس مون سون کی بارشوں کے ساتھ آنے والے سیلاب کو روز اول سے ہی پاکستان کی تاریخ کی بدترین قدرتی آفت قرار دیا جا رہا تھا۔ جولائی کے آخری دنوں میں شروع ہونے والے سیلاب نے پاکستان کے طول و عرض میں وسیع پیمانے پر تباہی و بربادی مچا دی تھی۔ سینکڑوں افراد ڈوب گئے تھے، لاکھوں لوگ بے گھر ہو کر خوراک اور پینے کے پانی سے محروم ہو چکے تھے، مال مویشی سیلاب کے نذر ہو گئے تھے جبکہ فصلیں، سرسبز پل اور بنیادی ڈھانچے کے دیگر عناصر تباہ ہو گئے تھے۔ مختصر یہ کہ پوری قوم متاثر ہوئی تھی۔

اس سانحے کے ابتدائی چند دنوں میں 300 سے زائد افراد ڈوب کر جاں بحق ہو چکے تھے اور ستائیس ہزار سے زائد لوگ بے گھر ہو کر سر چھپانے کے ٹھکانوں، خوراک اور پینے کے صاف پانی سے محروم ہو چکے تھے۔ پاکستان کے اس مشکل وقت میں امریکہ پہلا ملک تھا جس نے آگے بڑھ کر اس ملک کے لوگوں کو کسی بھی دوسرے ملک سے زیادہ امداد فراہم کی۔



Barely a day after the flooding began, the United States sprung into action. The Office of the U.S. Defense Representative to Pakistan (ODR-P) coordinated with the Pakistani government to land large aircraft to deliver relief

سیلاب آنے کے ایک ہی دن بعد امریکہ متحرک ہو گیا تھا۔ امریکہ کے دفاعی نمائندہ برائے پاکستان کے دفتر نے فوری طور پر پاکستانی حکومت سے رابطہ کیا تاکہ امدادی اشیاء بہم پہنچانے اور سیلاب میں گھرے ہوئے لوگوں کو نکالنے کیلئے بڑے جہازوں کے اترنے کا بندوبست ہو سکے۔ امریکی فضائیہ کے



supplies and evacuate people. U.S. Air Force C-130s and C-17 aircraft immediately began aid flights, delivering more than 436,000 halal meals for distribution by Pakistani authorities. They also set up a hub and spoke distribution system, moving aid supplies coming in from around the world to remote locations where it was needed.

C-130 اور C-17 طیاروں نے فوری طور پر امدادی پروازیں شروع کر دیں، اور چار لاکھ چھتیس ہزار سے زائد حلال کھانے کی پاکستانی حکام کے ذریعے تقسیم کرنے کیلئے فراہم کرنا شروع کر دیئے۔ انہوں نے تقسیم کا ایک ایسا نظام بھی وضع کیا جس کے ذریعے پوری دنیا سے آنے والی امدادی اشیاء ضرورت کے مطابق پاکستان کے دور دراز علاقوں میں پہنچائی جاتی رہیں۔

On the first day of rescue operations, more than 400 people were saved, and more than 3,000 pounds of relief supplies were carried to isolated flood victims. In the northwest near Peshawar, 12 pre-fabricated steel bridges, which were earmarked for construction projects in the area, were quickly made available to the government as temporary replacements for highway bridges that had been damaged or washed away.

امدادی کارروائیوں کے پہلے ہی دن چار سو سے زائد افراد کی جانیں بچائی گئیں اور تین ہزار پاؤنڈ سے زائد امدادی اشیاء پانی میں گھرے ہوئے لوگوں تک پہنچائی گئیں۔ مختلف تعمیراتی منصوبوں کیلئے اسٹیل کے تیار شدہ بارہ پل حکومت کو فوری طور پر فراہم کئے گئے تاکہ شمال مغرب میں پشاور کے قریب بڑی شاہراہوں پر سیلاب سے متاثر ہاتھ ہونے والے پلوں کی جگہ نصب کئے جاسکیں۔

By August 4, six U.S. Army helicopters were operating from Ghazi Air Base (Khyber-Pakhtunkhwa) to begin critical relief missions into the Swat Valley, where more than 600,000 people were stranded. In the weeks that followed, rotary wing aircraft proved indispensable in transporting aid supplies and moving flood evacuees.

4 اگست تک امریکی فوج کے چھ ہیلی کاپٹروں نے غازی ایئر بیس (خیبر پختونخوا) سے وادی سوات کیلئے امداد پہنچانے کا انتہائی ضروری کام شروع کر دیا تھا جہاں چھ لاکھ سے زائد افراد سیلاب میں گھر چکے تھے۔ آنے والے ہفتوں کے دوران یہ جہاز امدادی سامان پہنچانے اور سیلاب میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نکالنے کے لئے ناگزیر بن چکے تھے۔

پاکستان کے وسطی اور جنوبی علاقوں میں امداد پہنچانے کے لئے امریکی بحریہ کا یو ایس ایس پیلیو کراچی پر لنگر انداز ہوا اور اس نے میرین CH-46 اور CH-35 ہیلی کاپٹروں کو صوبہ سندھ کی پٹیوں عاقل



To deliver aid to the central and southern part of Pakistan, the U.S. Navy's USS Peleliu anchored off the coast of Karachi and deployed Marine CH-46 and CH-35 helicopters to Pano Aqil Army Cantonment in Sindh Province. These aircraft ferried supplies to people where roads had been rendered impassable by flood waters.

As flood waters began to recede and the focus shifted from delivering flood relief by air to ground transport, the Government of Pakistan asked the U.S. to end the C-130 and C-17 flights. The last sortie flew October 3, however, U.S. helicopters continued to deliver much-needed supplies to remote areas of the country.



چھاؤنی میں تعینات کر دیا۔ یہ جہاز اُن تمام علاقوں میں متاثرین کو امدادی سامان پہنچاتے رہے جہاں سڑکیں سیلاب میں بہہ گئی تھیں اور جہاں پہنچنا ممکن نہ تھا۔

جب سیلاب کا پانی کم ہونا شروع ہوا تو حکومت پاکستان نے امریکہ سے C-130 اور C-17 طیاروں کی پروازیں بند کرنے کا کہا۔ ان طیاروں کی آخری پرواز تین اکتوبر کو ہوئی۔ تاہم امریکی ہیلی کاپٹر ملک کے دور دراز علاقوں میں ضروری امدادی اشیاء پہنچاتے رہے۔



نومبر کے اوائل تک امریکی جہاز تینیس ہزار سے زائد افراد کو محفوظ مقامات تک پہنچا چکے تھے اور ساڑھے نو کروڑ کلوگرام کے لگ بھگ امدادی اشیاء متاثرین تک پہنچا چکے تھے۔ ہیلی کاپٹروں کی پروازیں نومبر کے آخر تک جاری رہیں۔ کیونکہ اُس وقت تک پانی اس قدر کم ہو چکا تھا کہ لوگوں کے لئے امدادی سامان عام روایتی زمینی راستوں سے پہنچانا آسان ہو گیا تھا۔

اکتوبر 2010ء میں تیسرے پاک۔ امریکہ اسٹریٹجک ڈائیلاگ کے دوران خطاب کرتے ہوئے امریکی وزیر خارجہ کلنٹن نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں اور ہم نہ صرف سیلاب کی تباہ کاریوں سے نمٹنے میں، بلکہ خوشحالی کے راستے پر گامزن ہونے میں بھی آپ کا ساتھ دیتے رہیں گے۔

سیلاب سے متاثر ہوئے والے ایک کروڑ اسی لاکھ افراد کو جنہیں سرچھپانے کی جگہ، خوراک، پینے کے



By early November, U.S. aircraft had evacuated more than 33,000 people and delivered nearly 9.5 million kilos of relief supplies. Helicopter flights continued until the end of November, when receding flood waters made it possible for Pakistani responders to deliver aid through conventional land routes.

“We have stood with you, and we will keep standing with you, to help you not just cope with the aftermath of the floods, but to get back on the path to prosperity,” said Secretary Clinton during the third U.S. - Pakistan Strategic Dialogue in October 2010.

To date, the United States has provided \$675 million for relief and recovery efforts in flood-affected areas nationwide to assist the 18 million Pakistanis in need of shelter, food, clean water, agricultural assistance and health care after the floods. As the waters receded, the United States, primarily through the U.S. Agency for International Development (USAID), focused recovery efforts in agriculture, public health, and infrastructure.

The United States is also helping families rebuild their lives through a donation of \$190 million to the Citizen’s Damage Compensation Fund - enough to assist more than one million families. The aid received by the Pakistani people, coupled with their unflagging spirit and indomitable resiliency, will go a long way in helping to rebuild what the floods destroyed.

The writers are working as Assistant Information Officers at U.S. Embassy Islamabad.

صاف پانی، زرعی اعانت اور صحت کی سہولیات درکار تھیں۔ اب تک امریکہ ان کی بحالی اور امدادی کاموں کے لئے 675 ملین ڈالر مہیا کر چکا ہے۔ سیلاب کا پانی اترنے کے ساتھ ہی امریکہ نے یو ایس ایڈ کی وساطت سے زراعت، صحت عامہ، اور بنیادی ڈھانچے کی بحالی کے کاموں اپنی توجہ مرکوز کر لی ہے۔ امریکہ Citizen's Damage Compensation Fund کے لئے 190 ملین ڈالر فراہم کر کے متاثرہ خاندانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں بھی مدد دے رہا ہے۔ یہ امداد دس لاکھ سے زائد خاندانوں کے لئے کافی ہے۔ پاکستانی لوگوں کو ملنے والی امداد اور ان کی غیر متزلزل قوت ارادی اور عزم مل کر وہ سب کچھ تعمیر کر لیں گے، جسے سیلاب نے تباہ کر دیا تھا۔

مصنفین امریکی سفارت خانہ اسلام آباد میں بطور اسٹنٹ انفارمیشن آفیسرز کام کر رہے ہیں



A Commitment to Women

خواتین سے وابستگی

تحریر: ڈاکٹر میریلین وائیٹ



U.S. Ambassador Cameron Munter's wife Dr. Marilyn Wyatt

امریکی سفیر کیمرون منٹر کی اہلیہ ڈاکٹر میریلین وائیٹ۔

By: Dr. Marilyn Wyatt

People often ask me what's struck me the most about Pakistan in the short time I've been here. The answer is easy: it's the women. As I've traveled from Swat to Thatta, from Karachi to Lahore, I've met scores of women endowed with remarkable determination and grace.

Whether an artist in jeans or a villager in a hand-woven shawl, whether a lady health worker, a university professor, a manicurist, a government official, a handicraft worker, or a mother simply doing her best to provide a decent upbringing for her children, Pakistan is full of women who are the foundation and the hope of this country.

Officially, the women's movement may have started 100 years ago in a small farmhouse in rural New York State. But in truth the women's movement goes back hundreds, even thousands of years.

For example, it's well known that women grow, harvest, store, and prepare most of the food around the world. This is nothing new; women have always sought to ensure the survival of their families and communities.

Over the years our goals and means might have changed, but uniting women across the centuries, in all corners of the globe, is the tremendous energy we bring to our economic activity, no matter what its scale or scope.

Matching up the economic power of women with the treatment they receive in their everyday lives is a huge, but not irresolvable, challenge. I went to high school in the United States in the early 1970s; a time of great social and political upheaval, when women and girls around the country began to question the limitations we faced.

Thanks to the courage of many talented, hard-working people, we were able to find a common voice and push back against those barriers. Eventually, out of the turmoil, a highly effective women's movement emerged that successfully introduced many lasting social and legal changes.

لوگ اکثر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ اپنے مختصر قیام کے دوران جب سے پاکستان میں ہیں کس چیز سے سب سے زیادہ متاثر ہوئیں، اس کا آسان جواب ہے کہ پاکستانی خواتین سے۔ مجھے سوات سے ٹھٹھ اور کراچی سے لاہور کے اپنے سفر کے دوران کئی ایسی خواتین سے ملنے کا اتفاق ہوا جنہیں قدرت نے بلند حوصلہ اور ہمت دی ہے۔ خواہ وہ جینز میں ملبوس ایک فنکارہ ہو یا ہاتھ سے بنی ہوئی چادر لئے ہوئے ایک دیہاتی خاتون، خواہ وہ خاتون ایک ہیلتھ ورکر، یونیورسٹی کی پروفیسر، میک اپ آرٹسٹ، سرکاری عہدیدار یا دستکار ہو یا ایک ماں، وہ اپنے بچوں کی بہترین پرورش کیلئے اپنی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ پاکستان میں ایسی خواتین کی کمی نہیں جو ملک کی بنیاد اور امید کی کرن ہیں۔

نیویارک کے چھوٹے سے فارم ہاؤس میں اگرچہ سرکاری طور پر خواتین کی تحریک سوسال قبل شروع ہوئی، تاہم حقیقت میں یہ تحریک سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال پرانی ہے۔ مثال کے طور پر ہم اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ دنیا میں اناج کا زیادہ تر حصہ خواتین ہی اگاتی ہیں، کاشت کرتی ہیں اور پھر اسے جمع کرتی ہیں تاہم یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ خواتین اپنے خاندان اور معاشرے کی بقا کیلئے ہمیشہ کوشاں رہی ہیں۔

اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ ہمارے اہداف اور ذرائع تبدیل ہو چکے ہیں تاہم دنیا کے تمام حصوں میں کئی صدیوں سے خواتین کو متحد کرنے کی جاری کوشش سے ہماری اقتصادی سرگرمیوں کو شاندار قوت ملے گی۔ خواہ اس کا دائرہ کار کچھ بھی ہو۔

اگرچہ خواتین کی اقتصادی قوت اور روزمرہ زندگی میں ان کے ساتھ پیش آنے والے سلوک میں بہت فرق ہے تاہم یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے حل نہیں کیا جاسکتا۔ میں 1970ء کے عشرے کے اوائل میں امریکہ کے ایک ہائی سکول میں گئی۔ یہ امریکہ میں بڑی سماجی اور سیاسی تبدیلی کا دور تھا جب ملک بھر میں خواتین اور لڑکیوں نے اپنے خلاف عائد پابندیوں کے بارے میں سوال اٹھانا شروع کر دیئے تھے۔

ہم ان ذہین اور محنتی لوگوں کے ہمت و حوصلہ کا شکر یہ ادا کرتے ہیں جن کی مدد سے ہم ایک متحدہ آواز اٹھانے اور خواتین کی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹیں کو دور کرنے کے قابل ہوئے۔ بالآخر مصیبتوں اور تکالیف کے اس دور کے بعد خواتین کی ایک بہت موثر تحریک ابھر کر سامنے آئی جس نے بڑی کامیابی سے پائیدار سماجی اور قانونی تبدیلیاں متعارف کرائیں۔

آج امریکہ کی حکومت اپنی داخلی اور خارجہ پالیسی میں خواتین کی ترقی اور صنفی مساوات کا پوری طرح خیال رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں وضع کردہ حکمت عملیوں سے ہمارے اس پختہ یقین کا اظہار ہوتا ہے کہ جب خواتین خوشحال ہوں گی تو پورا معاشرہ خوشحال ہوگا۔

ہم خاندان کی پرورش، حفظانِ صحت کی سہولتوں کی فراہمی، کاروبار چلانے، بچوں کی تعلیم اور دنیا کے بھوکے افراد کو خوراک کی فراہمی کے سلسلے میں خواتین کے کلیدی کردار کا اعتراف کرتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ جب خواتین تعلیم یافتہ ہوں اور وہ عام زندگی میں نمایاں کردار ادا کریں تو اس سے ایسے معتدل اثرات مرتب ہوتے ہیں جن سے معاشرے میں عمومی طور پر امن و خوشحالی کو فروغ ملتا ہے۔

ہم ہر جگہ محنتی اور عام خواتین کو تعلیم و تربیت کے مواقع کی فراہمی کیلئے ترقیاتی امداد استعمال کرتے ہیں جو ہمارے معاشرے کی بنیاد ہیں۔ جب ہم معاونت کا کوئی بھی ایسا پروگرام ترتیب دیتے ہیں تو ہم خواتین سے ضرور مشاورت کرتے ہیں اور پھر ہم ان پروگراموں سے خواتین اور لڑکیوں کی زندگیوں پر مرتب ہونے والے اثرات کی صورت میں ان پروگراموں کا جائزہ لیتے ہیں۔

پاکستان میں امریکہ کے تعاون سے کئی پروگرام جاری ہیں جن کا مقصد پاکستانی خواتین کو اپنی صلاحیتیں بروئے کار لانے میں مدد دیتا ہے۔

اس سلسلے میں ہماری کوششوں کا مرکز ہی نفاذ ایسے پروگرام ہیں جن سے چھوٹے پیمانے کی خاتون تاجروں کو اپنی کاروباری صلاحیتیں نکھارنے میں مدد ملتی ہے تاکہ وہ اپنے گھروں سے باہر چھوٹے پیمانے کے کاروبار کا میانی سے چلا سکیں۔



On behalf of the U.S. Government, Dr. Wyatt presents a small grant to a female farmer to help her family recover from the floods. USAID's Sindh Agriculture Recovery Project provided sunflower seeds, fertilizer, and small grants to over 49,000 families in 7 flood effected districts of Sindh – Thatta, Dadu, Shikarpur, Larkana, Jacobabad, Kashmore, and Qambar Shahdadkot - USAID Photo

ڈاکٹر میریلین وائٹ سیلاب سے متاثرہ ایک خاتون کاشتکار کو گرانٹ دے رہی ہیں۔ یو ایس ایڈ نے سندھ میں 49,000 خاندانوں کو سورج مکھی کے بیج، کھاد اور چھوٹی امدادی رقم فراہم کی ہیں۔

Today, a concern for women and gender equity permeates the United States Government's approach to domestic and foreign policy. Our strategies reflect our core belief that when women prosper, whole communities prosper.

We recognize the key role of women in raising families, providing health care, running businesses, educating children, and providing food to feed the world's hungry mouths. We believe that when women are educated and go on to serve as leaders in public life, they exert a moderating influence that enhances peace and prosperity for all.

So everywhere we use our development assistance dollars to create educational and professional opportunities for the hard-working, ordinary women who are the bedrock of our societies. We consult with women as we design our assistance programs, and then we hold those programs accountable in terms of the impact they have on the lives of women and girls.

Here in Pakistan, the United States has an array of programs aimed at helping Pakistani women realize their full potential. Typical of our efforts is the program that helps women micro-entrepreneurs develop their business skills so they can run small businesses out of their homes.

اس سلسلے میں ہماری بعض دوسری سرگرمیاں درج ذیل ہیں:

* ہم اس بات کو یقینی بنانے کے لیے پاکستانی خواتین "1000 Women" Goldman Sachs پروگرام میں حصہ لیں جو باصلاحیت خاتون تاجروں کو امریکہ کی یونیورسٹیوں میں نمونہ کے مطالعے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

* ہم خواتین طلباء کو وظائف اور انٹرن شپ دینے کیلئے فنڈز فراہم کر رہے ہیں تاکہ وہ اپنے پسند کے شعبے میں شمولیت اختیار کر سکیں، جس میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے دو شعبے شامل ہیں، جن سے عام طور پر خواتین کو محروم رکھا جاتا ہے۔

* ہم لیڈی ہیڈڈ ورکرز کو خاندانی منصوبہ بندی اور مشاورت کے شعبے میں تربیت دے رہے ہیں تاکہ وہ پاکستانی خواتین کو اپنی تولیدی زندگی اپنے کنٹرول میں رکھنے اور زندگی کے محفوظ طریقوں سے آگاہ کر سکیں۔

* ہم نے 40 ملین ڈالر کی لاگت سے صنفی مساوات کا پروگرام شروع کیا ہے، جسے عورت فاؤنڈیشن چلا رہی ہے اور جو غیر سرکاری تنظیموں، حکومت اور دوسرے اداروں کو فنڈز فراہم کرتی ہے تاکہ خواتین کو سماجی اور سیاسی لحاظ سے اختیار بنانے کے عمل کو فروغ دیا جاسکے۔

اس سال یہ ایوارڈ جیتنے والوں میں پاکستان کی ایک خاتون غلام صغریٰ بھی شامل تھیں۔ غلام صغریٰ ایک غیر سرکاری تنظیم ماروی رورل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن کی بانی اور چیف ایگزیکٹو ہیں، جو خواتین کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہے۔

Among our other activities are:

- We're ensuring that Pakistani women take part in the Goldman Sachs "1,000 Women" program, which offers talented businesswomen the opportunity to study management at U.S. universities.
- We're funding scholarships and internships for women students so they can venture into the disciplines of their choice, including two areas-science and technology-that have traditionally been cut off to women.
- We're training Lady Health Workers in family planning and counseling skills, so they can help Pakistani women gain more control over their reproductive lives and enjoy safe and healthy deliveries.
- We've launched the \$40 million Gender Equity Program, run by the Aurat Foundation, which gives grants to local NGOs, government, and other institutions to promote women's economic, social, and political empowerment and equality.

One program I'm particularly proud of is the International Women of Courage Awards. Every year from around the world ten women are recognized for their courage and leadership on behalf of the women in their communities.

This year a woman from Pakistan, Ms. Ghulam Sughra, was among the award winners. Ms. Sughra is the founder and chief executive officer of the Marvi Rural Development Organization, an NGO focused on creating community savings funds and raising awareness of the importance of women's development.

Ms. Sughra is not alone-there are women like her all over Pakistan. Every community has a focused and determined woman who is making a difference in the lives around her.

That woman may be the wise mother I met, who is ensuring that her children attend school every day. She may be the neighbor I heard about, who provided safe harbor to a woman whose life was threatened by a violent husband. She may be the wife of a religious leader I know, who volunteers to feed thousands of hungry people every week.

She may be any of the women I've met since coming to Pakistan-teachers and filmmakers and writers and NGO workers and mothers and office workers and retirees.

My core belief in women was stated eloquently by Secretary of State Clinton:

"When women are free to develop their talents, all people benefit: women and men, girls and boys. When women are free to vote and run for public offices, governments are more effective and responsive to their people. When women are free to earn a living and start small businesses, they become key drivers of economic growth across regions and sectors. When women have equal rights, nations are more stable, peaceful, and secure."

I share Secretary Clinton's vision of a world where all women and girls are safe from violence and oppression, where we are free to seek happiness and realize our dreams, where we can develop our minds and our bodies so we can put them to use in an activity of our choice.

Pakistani women will need to find their own way forward, just as in the United States we had to, and still have to; sometimes at great social and economic cost. But as the women of Pakistan move forward, you should know that the United States stands with you.

You have already shown what the brave women of Pakistan can achieve, from Fatima Jinnah and Benazir Bhutto to Ghulam Sughra. Now, as you stride ahead on your important journey, I wish you the greatest success.

Dr. Marilyn Wyatt is wife of U.S. Ambassador to Pakistan.

غلام صغریٰ اس شعبے میں کام کرنے والی واحد خاتون نہیں بلکہ پورے پاکستان میں ان جیسی کئی خواتین موجود ہیں۔ ہر معاشرے میں کوئی نہ کوئی ایسی پر عزم اور بلند حوصلہ خاتون ہوتی ہے جو اپنے اردگرد کے لوگوں کی زندگی کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

وہ خاتون ایک عقلمند ماں بھی ہو سکتی ہے، جو کوشش کرتی ہے کہ اس کے بچے باقاعدگی سے سکول جائیں وہ ایک ہمسائی خاتون بھی ہو سکتی ہے جس کے بارے میں میں نے سنا کہ اس نے ایک ایسی خاتون کو پناہ دی، جس کی جان کو اپنے ظالم شوہر کی طرف سے خطرہ تھا۔ وہ ایک مذہبی رہنما کی بیوی بھی ہو سکتی ہے جسے میں جانتی ہوں کہ وہ ہر نئے رضا کارانہ طور پر ہزاروں بھوکوں کو کھانا کھلاتی ہے۔ وہ خاتون کوئی بھی ہو سکتی ہے جنہیں میں پاکستان آنے کے بعد اب تک مل چکی ہوں جن میں اساتذہ، فلمساز اور مصنفین اور غیر سرکاری تنظیم کی کارکن اور دفاتر میں کام کرنے والی اور ریٹائرڈ خواتین شامل ہیں۔

خواتین کی صلاحیتوں پر میرے پختہ اعتماد کو وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے بڑے واضح انداز میں اس طرح بیان کیا ہے:

”جب خواتین کو اپنی صلاحیتوں کو ترقی دینے کا موقع ملتا ہے تو اس سے سب لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے جن میں مرد، عورتیں اور لڑکے، لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ جب خواتین کو ووٹ ڈالنے اور الیکشن لڑنے کی آزادی حاصل ہو تو حکومتیں اپنے عوام کے لئے زیادہ موثر اور مددگار ہوتی ہیں۔ جب خواتین کو روزی کمانے اور چھوٹا موٹا کاروبار شروع کرنے کی آزادی ہو تو وہ پورے خطے اور تمام شعبوں کی اقتصادی ترقی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں جب خواتین کو مساوی حقوق حاصل ہوں تو قومیں زیادہ مستحکم، پرامن اور محفوظ ہوتی ہیں،“ میں وزیر خارجہ کے دنیا کے اس تصور کی حامی ہوں جہاں تمام خواتین اور لڑکیاں تشدد اور ظلم و ستم سے محفوظ ہوں وہ اپنی خوشیوں کے حصول اور خوابوں کی تکمیل کیلئے آزاد ہوں اور جہاں وہ اپنی صلاحیتوں کو ترقی دے کر اپنی پسند کی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں۔

پاکستانی خواتین کو اپنا مستقبل اسی طرح خود بنانا ہوگا جس طرح ہم نے امریکہ میں کیا اور ابھی مزید کرنا ہوگا جس کیلئے بعض اوقات بھاری سماجی اور اقتصادی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ میں یقین دلاتی ہوں کہ جو پاکستانی خواتین اپنے مستقبل کی طرف پیشرفت کریں، وہ امریکہ کو اپنے ساتھ پائیں گی۔

آپ پہلی ہی ثابت کر چکی ہیں کہ فاطمہ جناح اور بے نظیر بھٹو سے لے کر غلام صغریٰ جیسی بہادر خواتین کیا کامیابیاں حاصل کر سکتی ہیں آپ نے جو سفر شروع کیا ہے۔

میں اس کی کامیابی کیلئے دعا گو ہوں۔

ڈاکٹر میریلین واٹس، پاکستان میں امریکی سفیر کی اہلیہ ہیں۔



Dr. Wyatt participates in a community health talk on family planning led by the local Lady Health Worker in Jelum - Photo: USAID

ڈاکٹر میریلین واٹس جہلم میں ایک مقامی ہیلتھ ورکر کی جانب سے خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے منعقد کئے گئے مباحثے میں شریک ہیں۔ یو ایس ایڈ فوٹو

Earth Day یوم ارض

By: Andrea De Arment

The world celebrates Earth Day on April 22 each year. Participating in this tradition, U.S. Consulate General Karachi organized an Earth Day Poster competition in collaboration with various schools in that city. Students from Gulistan Boys Schools, Fatmiah Girls School, Aisha Bawany Academy, Korangi School, and Pak Cambridge School, between the ages of 6 and 15 participated by designing unique Earth Day posters. The Earth Day poster competition provided students a platform and opportunity to draw their vision of a beautiful, clean and green environment.

Participants were accompanied by their art teachers, who said they appreciate the U.S. Government's efforts in supporting education on Earth Day and environmental issues. American officials from the Consulate colored with the students, held a discussion about an environmental video they viewed, and carried on discussions with the students throughout the daylong event.

Earth Day activities did not occur just on April 22nd or just in the capital city of Sindh-Karachi. During an USAID trip to assess flood-damaged schools in Jacobabad, Sukkur and Shikarpur districts in Sindh, Information Officer Andie De Arment visited many schools and met with education and provincial officials. The Consulate donated crayons and provided Earth Day posters and information to schools in Sukkur and Jacobabad.

While there are still more school assessments to do in the future, it was important to the Consulate, including the USAID Officer in Charge, Julie Koenen, to educate students about Earth Day. Environmental issues, including the celebration of Earth Day, are about preserving natural resources and protecting the environment for the future.

Andrea De Arment is Information Officer at U.S. Consulate, Karachi

تحریر: اینڈریا ڈی آرمنٹ

پوری دنیا میں ہر سال 22 اپریل کو یوم ارض منایا جاتا ہے۔ اس موقع کی مناسبت سے کراچی میں امریکی قونصلیٹ جنرل نے شہر کے مختلف اسکولوں کے تعاون سے یوم ارض پوسٹر مقابلے کا اہتمام کیا۔ گلستان بوائز اسکول، فاطمیہ گرلز اسکول، عائشہ باوانی اکیڈمی، کورنگی اسکول اور پاک کیمبرج اسکول کے چھ سے پندرہ برس عمر کے طلبہ و طالبات نے یوم ارض کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے منفرد پوسٹر بنا کر اس مقابلے میں حصہ لیا۔ اس مقابلے میں شریک طلبہ و طالبات کو ایک خوبصورت، صاف ستھرے اور سرسبز ماحول کے بارے میں اپنے تصورات کا اظہار کرنے کے لئے ایک پلیٹ فارم اور موقع ملا تھا۔

اس مقابلے کے شرکاء کے ہمراہ ان کے اساتذہ بھی تھے۔ جو یوم ارض کے موقع پر امریکی حکومت کی طرف سے تعلیم اور ماحولیاتی مسائل کو اجاگر کرنے پر حکومت امریکہ کی تعریف کر رہے تھے۔ امریکی قونصلیٹ کے حکام طلبہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ان کے ساتھ ایک ماحولیاتی ویڈیو کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ طلبہ کے ساتھ ان کی یہ گفتگو سارا دن جاری رہی۔

یوم ارض کی تقریبات صرف 22 اپریل تک یا صرف سندھ کے دارالحکومت کراچی تک ہی محدود نہیں تھیں۔ سندھ کے اضلاع جیکب آباد، سکھ اور شکار پور میں سیلاب سے تباہ ہوئی والے اسکولوں کا جائزہ لینے کے لئے یو ایس ایڈ کے ایک دورے کے دوران انفارمیشن آفیسر اینڈریا ڈی آرمنٹ نے کئی اسکولوں کا دورہ کیا اور محکمہ تعلیم اور صوبائی حکام سے ملاقات کی۔ قونصلیٹ نے سکھ اور جیکب آباد کے کئی اسکولوں میں رنگین چاک بطور عطیہ دیئے، یوم ارض کے پوسٹر مہیا کئے اور معلومات فراہم کیں۔

اگرچہ مستقبل میں بھی اسکولوں کا جائزہ لینے کا کام جاری رہے گا، تاہم قونصلیٹ کے حکام اور یو ایس ایڈ کی نگران افسر جولی کوہسٹن کے لئے یوم ارض کے حوالے سے طلبہ کو آگاہی دینا اہم تھا۔ ماحولیاتی امور، بشمول یوم ارض، منانے کا مقصد قدرتی وسائل کا تحفظ کرنا اور ماحول کو مستقبل کیلئے محفوظ بنانا ہے۔

انڈریا ڈی آرمنٹ امریکی قونصل خانہ کراچی میں انفارمیشن آفیسر ہیں۔



Information Officer Andie De Arment of U.S. Consulate Karachi with student in Sukkur, Sindh during Earth Day event

یوم ارض کی تقریبات کے دوران امریکی قونصلیٹ کراچی کی انفارمیشن آفیسر اینڈریا ڈی آرمنٹ کھر میں ایک طالبہ کے ہمراہ۔



Pakistani students display their Earth Day posters for the competition at the U.S. Consulate Karachi.

کراچی کے امریکی قونصل خانہ کے زیر اہتمام ایک مقابلے میں پاکستانی طالب علم یوم ارض کے حوالے سے پوسٹرز کی نمائش کر رہے ہیں۔



U.S. Consulate Karachi Economic Officer Gaurav Bansal and Cultural Affairs Officer Sue Harville with students at Lincoln Corner posing with their Earth Day posters and new Beanie Babies.

امریکی قونصلیٹ کراچی کے اکنامک آفیسر گاوراؤ بنسال اور کچلرل آفیسرز آفیسر سوہارویل لنکنز کارنر میں، یوم ارض کے حوالے سے طلبہ کے بنائے ہوئے پوسٹروں اور نئے بینی بیبیز کے ہمراہ۔

Secretary Clinton's Message to Pakistan

وزیر خارجہ کلنٹن کا پاکستان کے لئے پیغام
”ہم طویل عرصے کے لئے پاکستانی عوام کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں“

“We are prepared to stand by the Pakistani people for the long haul”

Secretary of State Hillary Clinton visited Pakistan on May 27, 2011. After talks with government officials, she addressed members of the press at the U.S. Embassy in Islamabad. Her remarks follow:

Admiral Mullen and I have just completed a very extensive, open, frank and constructive discussion with the leadership of Pakistan, with the President, the Prime Minister, the Chief of Staff of the Army General Kayani, the head of ISI General Pasha, and with representatives from the Foreign Office and the Interior Ministry.

I have to begin by expressing appreciation for the warm welcome that we both received and the open dialogue that was the hallmark of our hours together.

The United States and Pakistan have been friends for a very long time. We have a relationship that is rooted in mutual respect and mutual interests so there is always a lot to talk about. But this was an especially important visit because we have reached a turning point. Osama bin Laden is dead, but al-Qaida and its syndicate of terror remain a serious threat to us both.

There is momentum toward political reconciliation in Afghanistan, but the insurgency continues to operate from safe havens here in Pakistan. The Pakistani people are standing courageously for their democracy and their future, but the country continues to face enormous economic, political, and security challenges.

The United States has been clear and consistent about our expectations for this relationship. We have strong interests in the region and we are pursuing them vigorously. These are not uniquely American aims. We believe that Pakistanis pursue the same goals and share the same hopes. We seek to defeat violent extremism, end the conflict in Afghanistan, and ensure a secure, stable, democratic, prosperous future for Pakistan. We expect to work closely with the government and the people of Pakistan to achieve those ends.

First, the fight against violent extremism. For the past decade many of the world's most vicious terrorists including al-Qaida's most important leaders have been living in Pakistan. From here they have targeted innocent people all over the world, in Pakistan, Afghanistan, and far beyond. But no nation has sacrificed more lives in this struggle against violent extremism than Pakistan has. Extremists have killed women and children, blown up mosques and markets, and shown no regard for human life or dignity.

The United States and Pakistan have worked together to kill or capture many of these terrorists here on Pakistani soil. This could not have been done without close cooperation between our governments, our militaries, and our intelligence agencies. But we both recognize there is still much more work required and it is urgent.

Today we discussed in even greater detail cooperation to disrupt, dismantle and defeat al-Qaida and to drive them from Pakistan and the region. We will do our part and we look to the government of Pakistan to take decisive steps in the days ahead.

Joint action against al-Qaida and its affiliates will make Pakistan, America and the world safer and more secure.



U.S. Secretary of State Hillary Rodham Clinton addresses a news conference with Admiral Mike Mullen, the Chairman of the U.S. Joint Chiefs of Staff in Islamabad, Pakistan on Friday, May 27, 2011.

وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن 27 مئی 2011ء کو اسلام آباد میں ایڈمرل مائیک مولن کے ہمراہ پریس کانفرنس سے خطاب کر رہی ہیں۔

وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے 27 مئی 2011ء کو پاکستان کا دورہ کیا۔ سرکاری حکام کے ساتھ بات چیت کے بعد انہوں نے امریکی سفارتخانہ میں صحافیوں سے خطاب کیا۔ اس موقع پر انہوں نے درج ذیل خیالات کا اظہار کیا:

ایڈمرل مولن اور میں نے ابھی ابھی پاکستان کی قیادت، صدر، وزیر اعظم، چیف آف آرمی سٹاف جنرل کیانی، آئی ایس آئی کے سربراہ جنرل پاشا اور دفتر خارجہ اور وزارت داخلہ کے نمائندوں کے ساتھ بہت طویل، بے تکلفانہ اور تعمیری مذاکرات مکمل کئے ہیں۔

پہلی بات یہ کہ ہمارا جس شاندار طریقے سے استقبال کیا گیا، اور کئی گھنٹوں پر محیط مذاکرات کے دوران میں جس طرح سے کھل کر بات چیت کی گئی، میں اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

پاکستان اور امریکہ طویل عرصے سے ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ ہمارے تعلقات کی بنیادیں باہمی احترام اور باہمی مفادات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارے میں ہمیشہ بہت کچھ کہنے سننے کی گنجائش ہوتی ہے۔ لیکن یہ بہت اہم دورہ تھا کیونکہ ہم ایک اہم موڑ پر آچکے ہیں۔ اسامہ بن لادن مر چکا ہے لیکن القاعدہ اور اس کی سرپرستی میں ہونے والی دہشت گردی بدستور ہمارے دونوں ملکوں کے لئے ایک سنگین خطرہ ہے۔

اس وقت افغانستان سیاسی مصالحت کی طرف گامزن ہے۔ لیکن پاکستان میں محفوظ مقامات سے تخریب کاری کی کارروائیاں بھی جاری ہیں۔ پاکستانی عوام جرات اور بہادری کے ساتھ اپنی جمہوریت اور مستقبل کا تحفظ کر رہے ہیں لیکن ملک کو سنگین معاشی، سیاسی اور سلامتی کے چیلنجز کا سامنا ہے۔

امریکہ ان تعلقات کے حوالے سے اپنی توقعات کے بارے میں بہت واضح اور یکسو ہے۔ اس خطے سے ہمارے اہم مفادات وابستہ ہیں اور ان کو پورا کرنے کیلئے ہم پوری تہذیبی سے مصروف عمل ہیں۔ یہ صرف تنہا امریکہ ہی کے عزائم نہیں ہیں بلکہ ہمیں یقین ہے کہ پاکستانی بھی انہی مقاصد کے لئے کام کر رہے ہیں اور ان کی اُمیدیں بھی ہمارے جلدی ہیں۔ ہم پُر تشددانہ ناپسندی کو شکست دینا چاہتے ہیں، افغانستان میں جاری تنازعے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اور پاکستان کیلئے ایک محفوظ، مستحکم، جمہوری اور خوشحال مستقبل کو یقینی بنانا چاہتے ہیں۔ ہم ان مقاصد کے حصول کیلئے پاکستان کے عوام اور حکومت کے ساتھ مل کر کام کرنے کے خواہاں ہیں۔



U.S. Secretary of State, Hillary Rodham Clinton (left), Ambassador Cameron Munter (center), Dr. Marilyn Wyatt (right)
 امریکی وزیر خارجہ ہیلری رودھم کلنٹن (بائیں) سفیر کیمرون منٹر (درمیان) سفیر کیمرون منٹر کی اہلیہ ڈاکٹر میڈیلین وائیٹ (دائیں)

But I want to underscore a point that I made in public in the last weeks and made again privately today to the President, the Prime Minister and others. There is absolutely no evidence that anyone at the highest levels of the Pakistani government knew that Osama bin Laden was living just miles from where we are today. And we know that al-Qaida has been a source of great pain and suffering to the leadership that has been in every way attempting to eradicate the threat that it posed. But we know we have to redouble our efforts together. That is the way forward.

Second, on Afghanistan. Both our nations have an interest in a safe, stable Afghanistan that is not a source of insecurity for its neighbors or others, and we need to work together to achieve that goal.

As part of America's strategy we are supporting an Afghan-led process that seeks to split the Taliban from al-Qaida and reconcile those insurgents who will renounce violence and accept the constitution of Afghanistan. And we know that for reconciliation to succeed, Pakistan must be a part of that process. Many of the leaders of the Taliban continue to live in Pakistan and Pakistan has very legitimate interests in the outcome of this process. Those interests need to be respected and addressed.

But we also discussed that Pakistan has a responsibility to help us help Afghanistan by preventing insurgents from waging war from Pakistani territory.

Today we discussed Pakistan's perspective on Afghanistan and how it can support the international community's efforts there. We look forward to putting those words into action and seeing momentum toward a political resolution. We think that the recently held trilaterals between the United States, Afghanistan and Pakistan - one here in Islamabad, one in Kabul - are a very important step toward the resolution in Afghanistan.

A third major area where America's and Pakistan's interests intersect is the future of this country itself. In recent years the United States has tried to be a very good friend to Pakistan. We have repeatedly delivered on what we promised by providing billions of dollars in new assistance to address Pakistan's energy and other economic challenges. We've expanded assistance to your security forces. And we led ongoing international relief efforts to respond to

سب سے پہلے پر تشدد انتہا پسندی کے خلاف جنگ کو لیتے ہیں۔ گزشتہ عشرے کے دوران دنیا کے خطرناک ترین دہشتگرد بشمول القاعدہ کی اعلیٰ ترین قیادت پاکستان میں رہتی رہی ہے۔ یہاں سے وہ پاکستان، افغانستان اور پوری دنیا میں بے گناہ لوگوں کو نشانہ بناتے رہے ہیں۔ لیکن اس پر تشدد انتہا پسندی کے خلاف جدوجہد میں دنیا کی کسی قوم نے اس قدر جانوں کا نذرانہ پیش نہیں کیا، جس قدر پاکستان نے کیا۔ انتہا پسندوں نے عورتوں اور بچوں کو قتل کیا، مسجدوں اور مارکیٹوں کو دھماکوں سے اڑایا اور انسانی جان اور عزت و وقار کی حرمت کی دھجیاں اڑادیں۔

امریکہ اور پاکستان نے یہاں پاکستانی سر زمین پر ان دہشت گردوں میں سے بہت سوں کو ہلاک یا گرفتار کرنے کے لئے مل کر کام کیا۔ یہ سب کچھ دونوں حکومتوں، دونوں ملکوں کی فوجوں اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کے آپس کے قریبی تعاون کے بغیر ممکن نہ تھا۔ لیکن ہم دونوں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اب بھی بہت کچھ فوری طور پر کرنا باقی ہے۔

آج ہم نے پاکستان اور اس خطے سے القاعدہ کو منتشر کرنے، اُسے بے دست و پا کرنے اور شکست دے کر نکال باہر کرنے کیلئے وسیع تر تعاون کے حوالے سے بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ ہم اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں گے اور پاکستانی حکومت سے توقع رکھیں گے کہ وہ آنے والے دنوں میں فیصلہ کن اقدامات اٹھائے گی۔

القاعدہ اور اُس سے وابستہ عناصر کے خلاف مشترکہ کارروائی پاکستان، امریکہ اور پوری دنیا کو زیادہ محفوظ اور پُر امن بنا دے گی۔ لیکن میں اس ایک نکتے پر زیادہ زور دینا چاہوں گی، جس پر میں گزشتہ دنوں اور ہفتوں کے دوران اظہار خیال کرتی رہی ہوں اور جس کے بارے میں، میں نے آج نجی طور پر صدر، وزیر اعظم اور دوسروں کو بھی آگاہ کیا ہے۔ یقیناً اس بات کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے کہ پاکستانی حکومت میں اعلیٰ ترین سطحوں پر کسی کو بھی اس بات کا علم تھا کہ اُسامہ بن لادن اس جگہ سے، جہاں آج ہم کھڑے ہیں، چند میل کے فاصلے پر رہ رہا تھا، اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس قیادت کے لئے القاعدہ ہمیشہ سے انتہائی دکھ اور اذیت کا باعث بنی رہی ہے، جو ہر ممکن طریقے سے اس خطرے کو ختم کرنے کیلئے کوشاں رہی ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہمیں مل کر اپنی کوششوں کو دوگنا کرنا ہوگا۔ یہی آگے بڑھنے کا طریقہ ہے۔

last year's devastating floods. We've built the largest educational and cultural exchange program anywhere in the world as an investment in the youth of Pakistan. And we launched a strategic dialogue that brings our governments together to discuss the full range of common concerns. We agreed that this work must continue. It continued today, and it will continue tomorrow.

We are prepared to stand by the Pakistani people for the long haul. The United States knows that Pakistan's future is imperatively important for us but even more so for the people themselves, and we look toward a strong Pakistan, one that is democratic, one that is prosperous and stable, being a cornerstone for regional stability and global security. That is why the United States will continue to support Pakistan's sovereignty, its civilian elected government, and above all its people.

But let me be clear as I was today. America cannot and should not solve Pakistan's problems. That's up to Pakistan. But in solving its problems, Pakistan should understand that anti-Americanism and conspiracy theories will not make problems disappear. It is up to the Pakistani people to choose what kind of country they wish to live in and it is up to the leaders of Pakistan to deliver results for the people.

There is still a lot of work to be done to reduce corruption and grow the economy; to rebuild from the floods; to get electricity more readily available; to make progress in eliminating extremists and their sanctuaries. So there are hard choices to make. We should proceed in a spirit of openness and candor because part of friendship is speaking honestly and telling each other our perspectives and where necessary even difficult truths as we see them.

We have shared interests, we have common challenges, and yes, we have areas of disagreement.

During Pakistan's first winter as a young nation Mohammad Ali Jinnah said, "We are going through fire. The sunshine has yet to come." But his confidence in the resilience and determination of the Pakistani people never wavered. The years have vindicated his faith.

As we look ahead from this pivotal moment, that determination by the Pakistani people themselves will be more important than ever. I believe that Pakistan's best days are ahead, and the United States wants to be there as you move into a future that realizes the promise of your beginning. We will stand with you and support you as you make the tough decisions to have the kind of country and future that the people of Pakistan deserve.

آگے بڑھتے ہوئے صاف گوئی اور کھلے پن سے کام لینا ہوگا، کیونکہ دوستی کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ جہاں ضروری ہو، ایک دوسرے کو اپنے جذبات و احساسات اور کڑوے سچ سے آگاہ کیا جائے۔ ہمارے مفادات ایک سے ہیں، ہمیں مشترکہ چیلنجز کا سامنا ہے اور ہاں، بعض معاملات پر ہمارے درمیان اختلاف بھی موجود ہے۔

پاکستان بننے کے پہلے ہی سال ایک نوزائیدہ قوم کی حیثیت سے محمد علی جناح نے کہا تھا۔ ”ہم نے آگ سے گزر کر جانا ہے اور ابھی سورج نے طلوع ہونا ہے۔“ لیکن پاکستانی عوام کی ہمت، صبر و برداشت اور قوت ارادی پر ان کا اعتماد کبھی متزلزل نہیں ہوا۔ آنے والے برسوں نے ان کی بات کو سچ ثابت کیا۔ لمحہ موجود کی اہمیت سے آگے دیکھا جائے تو بھی پاکستانی عوام کی قوت ارادی خود ان کیلئے پہلے سے زیادہ اہم ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ پاکستان کے بہترین دن آنے والے ہیں اور جب آپ اپنے اس مستقبل کی طرف بڑھیں اور اپنی ابتداء کی توقعات اور اُمیدوں کو پورا کریں تو اُس موقع پر امریکہ آپ کے شانہ بشانہ رہنا چاہتا ہے۔ پاکستانی عوام جس طرح کے مستقبل اور ملک کے مستحق ہیں، اور جس کے لئے انہیں سخت فیصلے کرنا ہیں، اُس کیلئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور آپ کی حمایت کرتے رہیں گے۔

دوسری بات افغانستان کے حوالے سے ہے۔ ہم دونوں ملکوں کا مفاد ایک ایسے افغانستان میں ہے جو محفوظ اور مستحکم ہو، جو اپنے ہمسایوں یا کسی اور کے لئے خطرے کا باعث نہ ہو۔ ہمیں اس مقصد کے حصول کے لئے مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

امریکہ کی حکمت عملی کے تحت ہم افغانستان حکومت کی سربراہی میں شروع ہو نیوالے مذاکراتی عمل کی حمایت کر رہے ہیں جس کا مقصد طالبان کو القاعدہ سے علیحدہ کرنا اور ان باغی عناصر کے ساتھ مفاہمت کرنا ہے جو تشدد کو ترک کرنے پر آمادہ ہوں اور افغان آئین کو تسلیم کرتے ہوں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ مفاہمت کے اس عمل کے کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ پاکستان بھی اس عمل کا حصہ ہو۔ طالبان کے کئی رہنما اب بھی پاکستان میں رہ رہے ہیں اور اس عمل کے نتائج سے پاکستان کے کئی مفادات بجا طور پر وابستہ ہیں۔ ان مفادات کا احترام کرنا اور انہیں پورا کرنا لازم ہے۔

لیکن ہم اس بات پر تبادلہ خیال کر چکے ہیں کہ پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ افغانستان میں ہماری اور افغان حکومت کی مدد کرے اور اپنی سرزمین سے باغیوں کو جنگ چھیڑنے سے باز رکھے۔

آج ہم نے افغانستان کے بارے میں پاکستان کے خیالات اور اس بات پر کہ یہ کیونکر وہاں عالمی برادری کی کوششوں میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں، تفصیل سے بات چیت کی ہے۔ ہم ان الفاظ کو عملی جامہ پہننے دیکھنا چاہتے ہیں اور سیاسی حل کی جانب پیشرفت کے منتظر ہیں۔ ہمارے خیال میں پاکستان، امریکہ اور افغانستان کے مابین منعقد ہونے والے سہ فریقی مذاکرات، جن کا ایک دور اسلام آباد اور دوسرا کابل میں ہوا، افغانستان کے مسئلے کے حل کی جانب انتہائی اہم قدم ہیں۔

پاکستان کا مستقبل وہ تیسرا اہم پہلو ہے، جس پر امریکہ اور پاکستان کے مفادات ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ حالیہ برسوں میں امریکہ نے پاکستان کا بہترین دوست بننے کی بہت کوشش کی ہے۔ پاکستان کی توانائی کی ضروریات اور دیگر اقتصادی مسائل کے حل کیلئے ہم مسلسل اپنے وعدے پورے کرتے ہوئے پاکستان کو اربوں ڈالر کی امداد فراہم کرتے رہے ہیں۔ ہم آپ کی سیکورٹی فورسز کو بھی امداد دے رہے ہیں۔ گزشتہ برس کے تباہ کن سیلاب کے بعد سے اب تک جاری عالمی امدادی کاروائیوں کی قیادت بھی ہم کر رہے ہیں۔ ہم نے پاکستان کے نوجوانوں پر سرمایہ کاری کے طور پر دنیا کا سب سے بڑا تعلیمی اور ثقافتی تبادلہ پروگرام ترتیب دے رکھا ہے۔ اور ہم نے اسٹریٹجک ڈائلاگ کا سلسلہ شروع کیا تاکہ دونوں حکومتیں مشترکہ مفادات کے تمام پہلوؤں پر تفصیلی بات چیت کر سکیں۔ ہمارا اس بات پہ اتفاق ہے کہ یہ کام جاری رہنے چاہئیں۔ یہ آج بھی ہو رہے ہیں اور یہ کل بھی جاری رہیں گے۔

ہم ایک طویل عرصے تک پاکستانی عوام کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں۔ امریکہ جانتا ہے کہ پاکستان کا مستقبل ہمارے لئے بہت ہی اہم ہے، لیکن اس کے عوام کیلئے یہ اس سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ہم ایک ایسے مضبوط پاکستان کے خواہاں ہیں جو جمہوری، خوشحال اور مستحکم ہو، جو علاقائی استحکام اور عالمی امن و سلامتی میں کلیدی کردار رکھتا ہو۔ اسی وجہ سے امریکہ پاکستان کی خود مختاری، اس کی سولیلین حکومت اور سب سے بڑھ کر اس کے عوام کی حمایت جاری رکھے گا۔

لیکن آج جس طرح سے میں کھل کر بول رہی ہوں مجھے ایک بات واضح کرنے دیجئے۔ امریکہ نہ تو پاکستان کے مسائل حل کرے گا اور نہ ہی اُسے ایسا کرنا چاہئے۔ انہیں پاکستان نے ہی حل کرنا ہے۔ لیکن ان مسائل کو حل کرتے ہوئے پاکستان کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ امریکہ مخالف نعرے لگانے اور سازش کی کہانیاں گھڑنے سے پاکستان کے مسائل ختم نہیں ہوں گے۔ یہ پاکستانی عوام کے طے کرنے کی بات ہے کہ وہ کس طرح کے ملک میں رہنا چاہتے ہیں اور پھر عوام کی توقعات کو پورا کرنا ملک کی قیادت کی ذمہ داری ہے۔

کرپشن کی روک تھام کرنے اور معیشت کو ترقی دینے، سیلاب کی تباہ کاریوں سے نمٹنے، بجلی کی فراہمی کو یقینی بنانے، انتہا پسندوں اور ان کی محفوظ کمین گاہوں کو ختم کرنے کیلئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ہمیں

U.S. Consulates General in Karachi and Lahore Team Up to Run First International Social Media Summit in Pakistan Columns

By Tristram D Perry

Just one year after the government briefly banned Facebook, YouTube and other popular social media platforms, USCGs Karachi & Lahore successfully organized Pakistan's first-ever international social media summit. Called Network!!, it brought together many of Pakistan's prominent bloggers, online activists, web-savvy journalists and top Twitter users. Network!! was co-sponsored by Intel, Apple, Newsweek, PC World magazine and the Express Group, Pakistan's second largest media group. The conference featured five renowned international bloggers, hailing from Malaysia, Egypt, Indonesia and the U.S. who were featured speakers, with WordPress and Twitter participating virtually.

U.S. Consul General William Martin delivered the keynote address, which ran as a bylined editorial the following day in English daily Express - Tribune (<http://tribune.com.pk/story/186962/pakistans-social-media-revolution/>).

In the morning, the event featured panel discussions on social media's impact on women's empowerment, entrepreneurship, and good governance, while the afternoon featured 20 individual breakout presentations. Highlights included presentations by the late Punjab Governor Salman Taseer's daughter Shehribano Taseer, Friday Times Editor Raza Rumi and Twitter's Corporate Social Innovation Leader Claire Ortiz Diaz.

The event generated uniformly positive coverage across the Pakistani national print, television and online media, with the Express Group providing day-long coverage and BBC Urdu producing a feature package. In addition, the summit attendees posted hundreds of updates on Facebook, Twitter and other social networking platforms, with an estimated reach of over 200,000 people just via Twitter. The ripple effect of social media notably reached Pakistan's ambassador to the U.S. Haqqani, who wrote extensively about it, and Claire Diaz' session even earned a mention on Twitter by the New York Times' Nick Kristof, who has over one million followers.

Tristram D. Perry is Information Officer at U.S. Consulate, Lahore



Bloggers from Malaysia, Egypt, Indonesia and the U.S participated in the Social Media Summit

ملانیشیا، مصر، انڈونیشیا اور امریکہ کے باآگرسوشل میڈیا کانفرنس میں شریک ہیں۔



U.S. Consul General in Karachi Bill Martin speaks to participants at the Social Media Summit

پاکستان میں منعقد ہونے والی پہلی بین الاقوامی سوشل میڈیا کانفرنس میں توصل جنرل ولیم مارٹن کلیدی خطبہ پیش کر رہے ہیں۔

کراچی اور لاہور کے امریکی توصل خانوں کی طرف سے پاکستان میں سوشل میڈیا کی پہلی بین الاقوامی کانفرنس



Panelists at the address at first International Social Media Summit in Pakistan

پاکستان میں منعقد ہونے والی پہلی بین الاقوامی سوشل میڈیا کانفرنس کے شرکاء خطاب کر رہے ہیں۔

تحریر: ٹرسٹرام ڈی۔ پیری

حکومت کی طرف سے فیس بک، یوٹیوب اور میڈیا کے دوسرے معروف ذرائع پر پابندی کے محض ایک سال بعد کراچی اور لاہور کے امریکی توصل خانوں نے کامیابی سے پاکستان میں سوشل میڈیا کی پہلی بین الاقوامی کانفرنس کا اہتمام کیا۔ Network Called پاکستان نے کئی ممتاز انٹرنیٹ بلاگرز، آن لائن کارکنوں، سینئر صحافیوں اور یوٹیوب استعمال کرنے والے بڑے بڑے صارفین کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ نیٹ ورک نے انیل، ایپل، نیوز ویک اور پی بی ورلڈ میگزین اور پاکستان کے دوسرے بڑے میڈیا گروپ، ایکسپریس گروپ کے اشتراک سے اس کانفرنس کا اہتمام کیا۔ ملانیشیا، مصر، انڈونیشیا اور امریکہ سے تعلق رکھنے والے پانچ معروف بین الاقوامی بلاگرز کو مدعو کیا گیا جو کانفرنس کے اہم مقررین تھے۔ ورڈپریس اور ٹویٹر کے نمائندوں نے بھی انٹرنیٹ کے ذریعے کانفرنس میں شرکت کی۔

امریکی توصل جنرل ولیم مارٹن نے کانفرنس سے کلیدی خطاب کیا، جو اگلے روز انگریزی روزنامے ایکسپریس ٹریبون کے ادارے میں شامل کیا گیا۔ یاد آری اس ویب سائٹ پر ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

(<http://tribune.com.pk/story/186962/pakistans-social-media-revolution/>)

کانفرنس کی صبح کی نشست میں شرکاء نے خواتین کو بااختیار بنانے، ان کیلئے کاروباری مواقع کی فراہمی اور اچھے نظم و نسق پر میڈیا کے مرتب ہونے والے سماجی اثرات پر غور کیا گیا۔ جبکہ تیسرے پہر کی نشست میں بیس افراد نے پریزیٹیشن دیں جن میں پنجاب کے مرحوم گورنر سلمان تاثیر کی بیٹی شہر بانو تاثیر، فریڈے ٹائمز کے ایڈیٹر رضا رومی اور ٹویٹر کے کارپوریٹ سوشل انوویشن لیڈر کلیر اورٹز ڈیاز کی پریزیٹیشن خاص طور پر قابل ذکر تھیں۔

پاکستانی اخبارات، رسائل، ٹیلی ویژن چینلوں اور آن لائن میڈیا نے بڑے اچھے انداز میں کانفرنس کی کوریج کی۔ ایکسپریس گروپ نے دن بھر کوریج کی سہولت فراہم کی اور بی بی سی اردو نے اس کانفرنس پر ایک پروگرام مرتب کیا۔ اس کے علاوہ کانفرنس کے شرکاء نے فیس بک، ٹویٹر اور نیٹ ورک کے دوسرے سماجی پلیٹ فارمز پر اپ ڈیٹس بھیجی، جس میں ایک اندازے کے مطابق دو لاکھ سے زائد افراد نے صرف ٹویٹر کے ذریعے کانفرنس کے اپ ڈیٹس بھیجی۔ سوشل میڈیا کی کانفرنس کے اثرات امریکہ میں پاکستان کے سفیر حسین حقانی تک بھی پہنچے جنہوں نے اس بارے میں تفصیلی طور پر اپنے خیالات قلمبند کئے کلیر ڈیاز کی پریزیٹیشن کا ذکر نیویارک ٹائمز کے نک کرسٹوف نے بھی ٹویٹر پر کیا جس کے مداحوں کی تعداد ایک ملین سے بھی زیادہ ہے۔

ٹرسٹرام ڈی۔ پیری لاہور کے امریکی توصل خانے میں انفارمیشن آفیسر ہیں۔

Pakistani Students Blast Off to Space Camp in America

پاکستانی طلبہ کی امریکہ کے خلائی کیمپ میں آمد



The U.S. Embassy sponsored Pakistani space camp students addressed U.S. government-sponsored English Access Microscholarship Program students at Roshni Middle School. Pictured from left to right, Awais Ehsanul Haq, Islamabad; Babar Ali, Karachi; Hassan Saeed Shaikh, Karachi; Ibrahim Ahmed, Lahore. امریکی سفارتخانہ کی وساطت سے پینس کیپ کے پاکستانی طلبہ روشنی مڈل اسکول میں انگلش ایکسس مائیکرو اسکالرشپ پروگرام کے طلبہ سے خطاب کر رہے ہیں۔ بائیں سے دائیں اویس احسان الحق اسلام آباد، بابر علی کراچی، حسن سعید شیخ کراچی، ابراہیم احمد لاہور۔

By: Jason Seymour

تحریر: جیسن سمیور

Experiencing weightlessness, blasting off towards the moon and navigating a space shuttle are all common childhood fantasies. Thanks to a new U.S. Embassy-funded program, U.S. Mission Pakistan sent 10 eager students and two educators from Pakistan and India on a fully-paid trip to learn about being an astronaut at the Advanced Space Academy at the U.S. Space and Rocket Center facilities in Huntsville, Alabama from June 6 to June 10, 2011. More than 500,000 lucky graduates have trained there, including the daughter of Secretary of State Hillary Clinton.

To select bright participants, U.S. embassies and consulates in Pakistan and India searched for accomplished students and professionals. Pakistani students Awais Ehsanul from Islamabad; Babar Ali, Hassan Saeed Shaikh, and Ayesha Zubair Memon from Karachi; and Ibrahim Ahmed from Lahore; as well as Indian students Prachi Agarwal, Shreya Chheda, Suvriti Dhawan, Mini Mandi, and Venkatesh Sureshbabu were chosen through strong exam scores and interest in science. In addition, curriculum specialist Furat Ovais from Karachi and educator Annu Mathur from Delhi joined the group for an extraordinary program designed to teach teachers how to raise awareness about space sciences in their home communities.

Astronauts get to live a few millionths of a second longer than the rest of us, and they can say goodbye to their height issues, if they have any. - Ibrahim Ahmed, Space Camp participant

During the demanding program, the energetic young astronauts attended challenging lectures and engaged in thrilling simulated activities to test their ingenuity and ability to collaborate as part of a team. For example, Space Camp instructors assigned the committed groups to complex missions

بے وزنی کی کیفیت سے گزرنے کا تجربہ کرنا، چاند کی طرف پرواز کرنا اور خلائی جہاز چلانا، بچپن میں دیکھے جانے والے عام خوابوں میں شامل ہیں۔ امریکی سفارتخانہ کے ایک نئے پروگرام کی بدولت پاکستان میں امریکی مشن نے پاکستان اور بھارت سے تعلق رکھنے والے دس خواہشمند طلبہ اور دو اساتذہ کو چھتا دس جون تک ایک ہفتے کی خلا بازی کی تربیت حاصل کرنے کیلئے ریاست الابامہ کے شہر ہنٹس ول میں قائم یو ایس اسپیس اینڈ رائٹ سینٹر کے ادارے ایڈوانسڈ اسپیس اکیڈمی بھیجا۔ اس تربیت اور آبدورفت کے تمام اخراجات امریکہ نے برداشت کئے۔ اس ادارے میں وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کی بیٹی سمیت پانچ لاکھ سے زائد خوش قسمت طلبہ و طالبات تربیت حاصل کر چکے ہیں۔

اس تربیت کیلئے لائق ترین شرکاء کا انتخاب کرنے کی غرض سے پاکستان اور بھارت میں قائم امریکی سفارتخانوں اور توفصل خانوں نے کامیاب طلبہ اور پروفیشنلز کو تلاش کیا۔ سائنس میں دلچسپی رکھنے والے اور امتحان میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کر کے منتخب ہوئے والے خوش قسمت پاکستانی طلبہ و طالبات میں اسلام آباد کے ایس احسان الحق، کراچی سے بابر علی، حسن سعید شیخ اور عائشہ زبیر میمن اور لاہور سے ابراہیم احمد کے ساتھ ساتھ بھارت سے تعلق رکھنے والے طلبہ و طالبات میں پراچی اگر وال، شیر پاجھڑا، سویرتی دھاون، منی مانڈی اور ونکاتیش سورش باوشل تھے۔ جبکہ کراچی سے تعلق رکھنے والے ماہر نصاب فورت اویس اور دہلی کے ماہر تعلیم انوما تھر کو بھی اس گروپ میں شامل کیا گیا تھا تاکہ وہ خصوصی طور پر اساتذہ کو تربیت دینے کیلئے وضع کئے گئے اس غیر معمولی پروگرام میں حصہ لینے کے بعد اپنے اپنے ملکوں میں طلبہ میں اسپیس سائنس کے حوالے سے شعور کو اجاگر کر سکیں۔

اسپیس کیپ کے شرکاء میں شامل ایک طالب علم ابراہیم احمد کا کہنا تھا کہ "خلا بازیوں کو ہم سے ایک سیکنڈ کے لاکھوں حصے سے کچھ زیادہ وقت تک خلا میں رہنے کا موقع ملتا ہے۔ اور اگر انہیں اپنے قدم کے بارے میں کوئی شکایت ہو تو اسے ترک کرنا پڑتا ہے۔"

such as navigating a space vehicle or solving problems inside a shuttle while (almost) weightless. They also walked like Apollo astronauts in a 1/6 gravity chair and put their fears aside while jumping off a 32-foot tall pole.

In space, there is no wind or rain, so an astronaut's footprints on the moon will remain for at least a million years. - Hassan Seed Shaikh, Space Camp participant

During the week-long active program, trainers inspired participants to pursue studies and professions in mathematics and the sciences. Ayesha Zubair Memon hopes to be a medical professional one day. She says the paths taken by accomplished professional women inspire her. One notable woman is Anousheh Ansari, an American of Iranian descent, who was the first self-funded woman to fly to the International Space Station. Memon quoted Ansari, who said, "I hope to inspire everyone-especially young people, women and young girls all over the world...to not give up their dreams and to pursue them."

In addition to lively exercises and studies, the Pakistani and Indian participants mingled within their own group, learning about each other's countries and cultures, and also met other astronauts-in-training from the U.S. and all over the world. By the end of the program, the group had formed a tight bond. Of course, thanks to social media, the group can easily stay in touch.

After the spirited camp came to a close, the Pakistani participants returned to Islamabad and addressed several audiences, including representatives of Pakistan Space and Upper Atmosphere Research Commission's Institute of Space Technology, U.S. government-sponsored English Access Microscholarship Program students at Roshni Model School, and FM94 listeners. Another highlight was an opportunity to address disabled youth from low-income regions at the Independent Living Training of Persons with Disabilities conference hosted by the Special Talent Exchange Program. Afterwards, Memon reflected, "People with disabilities are no less than us, maybe even better than us in some ways."

Before, during and after space camp, U.S. Embassy organizers explained that professional diplomats are not the only people that serve as ambassadors; whenever a group of people speaks before an audience, they represent their heritage, family and country. Joyful participant Shaikh has advice for future cultural diplomats (and international scientists): "A perfect ambassador should be well-mannered, well-dressed and well-educated. Last but not least, he should be a good human being first!"

"(A diplomat) should have broad thoughts, patience and should be confident in convincing people and clearing the misperceptions or negative thoughts about his country." - Babar Ali, Space Camp participant

Awais, Babar, Hassan, Ibrahim, Ayesha and Furat certainly proved themselves to be good human beings and diplomats, making friends from around the world and confirming that studying and working hard can reap great rewards!

Jason Seymour is Assistant Cultural Affairs Officer at U.S. Embassy Islamabad



Pakistani students faced vigorous challenges during their week-long program in June 2011 at Advanced Space Academy, Huntsville, Alabama.

ایڈوانسڈ اسپیس اکیڈمی میں زیر تربیت پاکستانی طلبہ جون 2011ء میں بہت سے مشکل مراحل سے گزرے۔

اس محنت طلب پروگرام کے دوران مستعد اور پر جوش نوجوان خلابازوں نے مشکل ترین لیکنجز میں شرکت کی اور ٹیم کے ایک فعال رکن کی حیثیت سے سنسنی خیز مشقوں میں حصہ لے کر اپنی صلاحیتوں کو منوایا۔ مثال کے طور پر خلائی کیپ کے انسٹرکٹروں نے ان طلبہ کو بہت سے مشکل مشن سونپے، یعنی خلائی گاڑی چلانا یا خلائی شٹل کے اندر بے وزنی کی کیفیت میں اس کا کوئی نقص دور کرنا وغیرہ انہوں نے اپالو کے خلابازوں کی طرح 1/6 کشش ثقل رکھنے والی کرسی والی کیفیت میں چلنے کی مشق بھی کی۔ اور بلا خوف و ہرجا ہتس فٹ اوٹ نیچے کھبے سے چھلانگ لگائی۔

خلائی کیپ میں حصہ لینے والے ایک اور طالب علم حسن سعید شیخ نے کہا کہ "خلاء میں نہ تو بارش ہوتی ہے اور نہ ہی ہوا چلتی ہے، اس لئے خلابازوں کے قدموں کے نشان چاند پر لاکھوں برس اسی طرح سے ثبت رہیں گے۔" ایک ہفتہ دورانیہ کے اس دلچسپ تربیتی پروگرام کے انسٹرکٹروں نے شرکاء کو آدھ کیا کہ وہ اپنی آئندہ تعلیم اور پیشے کیلئے ریاضی اور سائنس کے مضامین کا انتخاب کریں۔ عائشہ زبیر میمن طب کو بطور پیشہ اپنانا چاہتی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مختلف پیشوں میں کامیاب خواتین نے انہیں یہ راہ دکھائی ہے۔ ان میں سے ایک قابل ذکر خاتون انوشہ انصاری ہیں جو ایرانی نژاد امریکی ہیں۔ وہ پہلی خاتون ہیں جو اپنے خرچ پر انٹرنیشنل اسپیس اسٹیشن تک آئیں۔ عائشہ میمن نے انوشہ انصاری کی بات کو دہراتے ہوئے کہا۔ "میں ہر کسی کو، خاص طور پر ساری دنیا کی نوجوان عورتوں اور نوجوان لڑکیوں، بتانا چاہتی ہوں کہ وہ اپنے خوابوں اور آرزوؤں پر کبھی سنجھوتہ نہ کریں بلکہ انہیں پورا کرنے میں لگی رہیں۔"

جاندار تعلیمی اور تربیتی مشقوں کے علاوہ پاکستانی اور بھارتی شرکاء کو ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل کر رہنے، ایک دوسرے کے ملکوں اور ثقافت کے بارے میں جاننے کے ساتھ ساتھ امریکہ اور پوری دنیا سے آئے ہوئے دیگر زیر تربیت خلابازوں سے ملاقات کرنے کا بھی موقع ملا۔ پروگرام کے ختم ہوتے ہوتے یہ گروپ ایک مضبوط رشتے میں بندھ چکا تھا۔ یقیناً اب سوشل میڈیا کی بدولت یہ گروپ آسانی سے ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھ سکتے گا۔

اس شاندار تربیت کے ختم ہونے پر پاکستانی شرکاء اسلام آباد واپس آئے اور انہوں نے پاکستان اسپیس اینڈ پراسپا سفا سیر ریسرچ کمیشن کے انسٹیٹیوٹ آف اسپیس ٹیکنالوجی کے نمائندوں، روشنی ماڈل اسکول میں امریکی حکومت کے تعاون سے چلنے والے انگلش ایکسس مائیکرو اسکالرشپ پروگرام کے طلبہ اور ایف ایم۔ 94 کے سامعین سمیت کئی جگہوں پر خطاب کیا۔ انسٹیٹیوٹ ٹیلنٹ ایجنٹ پر پروگرام کے زیر اہتمام معذور افراد کو مالی طور پر خود مختار بنانے کی تربیت دینے کی غرض سے منعقد ہونے والی کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرنا بھی ان کے لئے ایک اعزاز تھا۔ اس کانفرنس کے شرکاء کا تعلق کم آمدنی والے علاقوں سے تھا۔ اس خطاب کے بعد عائشہ میمن نے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا۔ "معذور افراد ہم سے کسی طرح سے کم نہیں ہوتے بلکہ شاید بعض کاموں میں تو وہ ہم سے اچھے ہوتے ہیں۔"

اس خلائی کیپ سے پہلے، اس کے دوران، اور اس کے بعد امریکی سفارتخانہ کے منتظمین نے بارہا یہ واضح کیا کہ صرف پیشہ ور سفارت کار ہی سفارتی ذمہ داریاں سرانجام نہیں دیتے، بلکہ جب بھی کوئی گروہ اپنے سامعین اور ناظرین سے خطاب کرتا ہے تو وہ اپنے ملک، خاندان، اور اپنے ورثے کی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے۔ خوشی کے جذبات سے بھر پور حسن سعید شیخ نے مستقبل کے ثقافتی سفارتکاروں اور بین الاقوامی سائنسدانوں سے کہا کہ "ایک مکمل سفارت کار کو انتہائی سلجھا ہوا، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور خوش لباس ہونا چاہئے، لیکن سب سے بڑھ کر، اور سب سے پہلے، اُسے ایک اچھا انسان ہونا چاہئے۔"

اسپیس کیپ میں حصہ لینے والے ایک اور طالب علم بابر علی کا کہنا تھا کہ "ایک سفارتکار کو صابر اور وسیع القلب ہونا چاہئے، اور وہ اس قدر پُر اعتماد ہو کہ اپنے ملک کے حوالے سے لوگوں میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں اور منفی تاثرات کو دور کر سکے۔"

یقیناً اولیس، بابر، حسن، ابراہیم، عائشہ اور فورٹ نے دنیا بھر سے آئے ہوئے لوگوں کو اپنا دوست بنا کر، اور یہ ثابت کر کے کہ تعلیم اور محنت کی بدولت بڑے بڑے کام کئے جاسکتے ہیں، اپنے اچھا انسان اور کامیاب سفارتکار ہونے پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔

جیمس سمیور اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ میں اسٹنٹ کچرل آفیسر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں

Fun facts about the fourth of July

چار جولائی کے حوالے سے

دلچسپ حقائق

On this day in 1776, the Declaration of Independence was approved by the Continental Congress, setting the 13 colonies on the road to freedom as a sovereign nation. As always, this most American of holidays was marked by parades, fireworks and backyard barbecues across the country.

2.5 million

In July 1776, the estimated number of people living in the newly independent nation.

Source: Historical Statistics of the United States: Colonial Times to 1970

www.census.gov/prod/www/abs/statab.html

311.7 million

The nation's estimated population on this July Fourth.

Source: Population clock www.census.gov/main/www/popclock.html

Fireworks

\$190.7 million

The value of fireworks imported from China in 2010, representing the bulk of all U.S. fireworks imported (\$197.3 million). U.S. exports of fireworks, by comparison, came to just \$37.0 million in 2010, with Japan purchasing more than any other country (\$6.3 million).

Source: Foreign Trade Statistics www.census.gov/foreign-trade/www - www.usatradeonline.gov

\$231.8 million

The value of U.S. manufacturers' shipments of fireworks and pyrotechnics (including flares, igniters, etc.) in 2007.

Source: 2007 Economic Census, Series EC0731SP1, Products and Services Code 325998J108 www.census.gov/econ/census07/

4 جولائی 1776ء چار جولائی کو کانٹیننٹل کانگریس نے اعلان آزادی منظور کیا تھا جس کے تحت تیرہ نوآبادیات ایک خود مختار قوم کی حیثیت سے آزادی کی راہ پر گامزن ہوئیں۔ حسب معمول اس سال بھی چار جولائی کے خالص ترین امریکی تہوار کے موقع پر ملک بھر میں پریڈز، آتش بازی کے مظاہرے اور باربی کیو دعوتیں منعقد ہوئیں۔

2.5 ملین

جولائی 1776ء میں امریکہ جب آزاد ہوا تھا تو اس وقت اس کی آبادی تقریباً 2.5 ملین تھی۔

311.7 ملین

اس سال چار جولائی کو امریکہ کی آبادی اندازاً 311.7 ملین ہوگی۔

آتش بازی

190.7 ملین ڈالر

2010ء میں چین سے آتش بازی کا جو سامان منگوا یا گیا، اس کی مالیت 190.7 ملین ڈالر تھی۔ مجموعی طور پر 197.3 ملین ڈالر کا آتش بازی کا سامان درآمد کیا گیا تھا۔ اس کے مقابلے میں امریکہ نے 2010ء میں آتش بازی کا جو سامان برآمد کیا، اس کی مالیت محض 37 ملین ڈالر تھی۔ جاپان یہ سامان منگوانے والا سب سے بڑا ملک تھا، جس نے 6.3 ملین ڈالر کا سامان خریدا۔

231.8 ملین ڈالر

امریکی کمپنیوں نے 2007ء میں 231.8 ملین ڈالر کا آتش بازی سامان بھیجا (جس میں igniters, flares وغیرہ شامل تھے)

Patriotic-Sounding Place Names

Thirty-one places have "liberty" in their names. The most populous one as of April 1, 2010, is Liberty, Mo. (29,149) Iowa, with four, has more of these places than any other state: Libertyville, New Liberty, North Liberty and West Liberty.

Thirty-five places have "eagle" in their names. The most populous one is Eagle Pass, Texas (26,248).

Eleven places have "independence" in their names. The most populous one is Independence, Mo. (116,830).

Nine places have "freedom" in their names. The most populous one is New Freedom, Pa. (4,464).

One place with "patriot" in the name. Patriot, Ind. (209).

Five places have "America" in their names. The most populous is American Fork, Utah (26,263).

Source: American FactFinder: www.census.gov

The British are Coming!

\$98.3 billion

Dollar value of trade last year between the United States and the United Kingdom, making the British, our adversary in 1776, our sixth-leading trading partner today.

Source: Foreign Trade Statistics

www.census.gov/foreign-trade/statistics/highlights/top/top1012yr.html#total - www.usatradeonline.gov

Fourth of July Cookouts

More than 1 in 4

The chance that the hot dogs and pork sausages consumed on the Fourth of July originated in Iowa. The Hawkeye State was home to 19.0 million hogs and pigs on March 1, 2011. This estimate represents more than one-fourth of the nation's estimated total. North Carolina (8.6 million) and Minnesota (7.6 million) were also homes to large numbers of pigs.

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/HogsPigs/HogsPigs-03-25-2011.pdf>

6.8 billion pounds

Total production of cattle and calves in Texas in 2010. Chances are good that the beef hot dogs, steaks and burgers on your backyard grill came from the Lone Star State, which accounted for about one-sixth of the nation's total production. And if the beef did not come from Texas, it very well may have come from Nebraska (4.6 billion pounds) or Kansas (4.1 billion pounds).

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/MeatAnimPr/MeatAnimPr-04-28-2011.pdf>

6

Number of states in which the value of broiler chicken production was \$1 billion or greater between December 2009 and November 2010. There is a good chance that one of these states - Georgia, Arkansas, North Carolina, Alabama, Mississippi or Texas - is the source of your barbecued chicken.

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/PoulProdVa/PoulProdVa-04-28-2011.pdf>

More than 1 in 3

The odds that your side dish of baked beans originated from North Dakota, which produced 36 percent of the nation's dry, edible beans in 2010. Another popular Fourth of July side dish is corn on the cob. Florida, California, Georgia, Washington and New York together accounted for 68 percent of the fresh market sweet corn produced nationally in 2010.

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

www.blogs.desmoinesregister.com

مختلف مقامات کے نام، جو جذبہ حب الوطنی کی عکاسی کرتے ہیں۔

امریکہ میں 31 ایسے مقامات ہیں جن کے نام میں "لبرٹی" کا لفظ شامل ہے۔ یکم اپریل 2010ء تک کے اعداد و شمار کے مطابق ان میں سب سے زیادہ گنجان آباد قصبہ LIBERTY, MO ہے جس کی آبادی 29,149 ہے۔ ریاست آئیووا میں اس طرح کے ناموں والے چار مقامات ہیں جو کسی بھی دوسری ریاست کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ ان کے نام ہیں: لبرٹی ویل، نیولبرٹی، نارٹھ لبرٹی اور ویسٹ لبرٹی۔

35 مقامات کے ناموں میں لفظ "ایگل" شامل ہے۔ ان میں سب سے بڑا قصبہ "ایگل پاس" ہے جو ریاست ٹیکساس میں واقع ہے۔ اس کی آبادی 26,248 ہے۔

گیارہ مقامات کے ناموں میں لفظ "انڈی پنڈنس" شامل ہے۔ ان میں سب سے بڑا قصبہ Independence, Mo ہے، جس کی آبادی 116,830 ہے۔

نو مقامات کے ناموں میں لفظ "فریڈم" شامل ہے۔ ان میں سب سے بڑا قصبہ نیو فریڈم ہے جو ریاست پنسلوانیا میں واقع ہے اور جس کی آبادی 4,464 ہے۔

ایک مقام کا نام ہے "پٹریاٹ" جو ریاست انڈیانا میں واقع ہے اور جس کی آبادی 209 نفوس پر مشتمل ہے۔

پانچ مقامات کے نام میں لفظ "امریکہ" شامل ہے۔ ان میں سب سے بڑا قصبہ "امریکن فورک" ہے جو ریاست یوٹاہ میں واقع ہے۔ اس کی آبادی 26,263 ہے۔

برطانیہ کے ساتھ تجارتی تعلقات

98.3 ارب ڈالر

یہ رقم ظاہر کرتی ہے تجارت کی اس مالیت کو جو، پچھلے سال امریکہ اور برطانیہ میں ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برطانیہ، جو 1776ء میں ہمارا حریف تھا، آج ہمارا چھٹا بڑا تجارتی شراکت دار ہے۔

چار جولائی کے کھانے

چار میں سے ایک سے زیادہ

چار میں سے ایک سے زیادہ یعنی پچیس فیصد سے زیادہ اس بات کا امکان ہے کہ چار جولائی کو کھائے جانے والے ہاٹ ڈاگ اور پورک سٹیج ریاست آئیووا میں تیار ہوئے۔ اس ریاست میں یکم مارچ 2011ء کو 19 ملین سور موجود تھے۔ یہ تعداد ملک بھر میں پائے جانے والے سوروں کی کل تعداد ہے کے ایک چوتھائی سے زیادہ ہے۔ نارٹھ کیولوریا اور نیو یارک میں بھی بڑی تعداد میں سور پائے جاتے ہیں، جہاں ان کی تعداد بالترتیب 8.6 ملین اور 7.6 ملین ہے۔

sweet corn produced nationally in 2010.

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/CropProdSu/CropProdSu-01-12-2011_new_format.pdf and
<<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/VegeSumm/VegeSumm-01-27-2011.pdf>

Please Pass the Potato

Potato salad and potato chips are popular food items at Fourth of July barbecues. Approximately half of the nation's spuds were produced in Idaho or Washington state in 2010.

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/CropProdSu/CropProdSu-01-12-2011_new_format.pdf

More than three-fourths

Amount of the nation's head lettuce production in 2010 that came from California. This lettuce may end up in your salad or on your burger.

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

<<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/VegeSumm/VegeSumm-01-27-2011.pdf>

7 in 10

The chances that the fresh tomatoes in your salad came from Florida or California, which combined accounted for 71 percent of U.S. fresh market tomato production last year.

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

<<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/VegeSumm/VegeSumm-01-27-2011.pdf>

Florida

The state that led the nation in watermelon production last year (750 million pounds). Other leading producers of this popular fruit included California, Georgia and Texas, each had an estimate of more than 600 million pounds.

Source: USDA National Agricultural Statistics Service

<http://usda.mannlib.cornell.edu/usda/current/VegeSumm/VegeSumm-01-27-2011_new_format.pdf

81 million

Number of Americans who said they have taken part in a barbecue during the previous year. It's probably safe to assume a lot of these events took place on Independence Day.

Source: Mediamark Research & Intelligence, as cited in the Statistical Abstract of the United States: 2011

<<http://www.census.gov/compendia/statab/>, Table 1239

Source: U.S. State Department(blogs.usembassy.gov/hyderabad)

6.8 ارب پونڈ

یہ مقدار 2010 میں ریاست ٹیکساس میں بچھڑے اور دوسرے مویشیوں سے حاصل ہونے والے گوشت کو ظاہر کرتی ہے۔ اس بات کا غالب امکان موجود ہے کہ آپ کے گھر کے عقبی حصے میں انگیٹھی پر روسٹ ہونے والے بیف ہاٹ ڈاگ، اسٹیک اور برگرز ریاست ٹیکساس سے آئے ہوں۔ گوشت کی یہ مقدار ملک کی مجموعی پیداوار کے چھٹے حصے کے برابر ہے۔ اگر بیف ٹیکساس سے نہیں آیا تو پھر یہ غالباً ٹیکساس سے آیا ہوگا جہاں اس کی پیداوار بالترتیب 4.6 ارب پونڈ اور 4.1 ارب پونڈ ہے۔

چھ

یہ ان ریاستوں کی تعداد ہے جہاں دسمبر 2009ء اور نومبر 2010ء کے درمیان براؤن مرغی کی پیداوار ایک ارب ڈالر یا اس سے زیادہ مالیت کی ہوئی۔ اس بات کا خاصا امکان موجود ہے کہ آپ باربی کیو کیلئے مرغی کا جو گوشت استعمال کر رہے ہیں، وہ ان چھ ریاستوں یعنی جارجیا، ارنکسا، نارتھ کیرولائنا، الاباما، مسسپی یا ٹیکساس سے لایا گیا ہو۔

تین میں ایک سے زیادہ

اس بات کا امکان تین میں سے ایک سے زیادہ یعنی تینتیس فیصد سے زیادہ ہے کہ آپ جو تلی ہوئی پھلیاں اضافی ڈش کے طور پر استعمال کر رہے ہیں، وہ ریاست نارتھ ڈیکوٹا سے لائی گئی ہوں۔ نارتھ ڈیکوٹا میں 2010ء میں ملک کی خٹک اور خوردنی پھلیوں کی 36 فیصد پیداوار حاصل ہوئی۔ چار جولائی کی ایک اور پسندیدہ اضافی ڈش مکئی کا بھٹا ہے۔ 2010 میں ملک میں مکئی کی جو پیداوار حاصل ہوئی، اس میں سے 68 فیصد فلورڈیا، کیلیفورنیا، جارجیا، واشنگٹن اور نیویارک کی ریاست میں پیدا ہوئی۔

ذکر آلوکا

چار جولائی کے باربی کیو میں آلوکا سلا اور آلو کے چپس اکثر استعمال ہوتے ہیں۔ 2010ء آلو کی آمدنی سے زیادہ پیداوار ریاست آئیڈاہو یا ریاست واشنگٹن سے حاصل ہوئی۔

تین چوتھائی سے زیادہ

2010ء میں ”کاہو“ نامی سبزی کی پیداوار کا تین چوتھائی سے زیادہ حصہ کیلیفورنیا سے حاصل ہوا۔ غالباً آپ کے سلا اور برگر میں بھی یہی سبزی استعمال ہوگی۔

10 میں سے 7

10 میں سے 7 صورتوں میں امکان غالب یہ ہے کہ آپ کے سلا میں استعمال ہونے والے تازہ ٹماٹر ریاست فلورڈیا یا کیلیفورنیا سے آئے ہوں گے۔ پچھلے سال ملک کا 71 فیصد ٹماٹر انہی دو ریاستوں میں پیدا ہوا۔

فلورڈیا

ریاست فلورڈیا پچھلے سال تربوز کی پیداوار کے لحاظ سے امریکہ بھر میں سرفہرست رہی۔ (جہاں 750 ملین پونڈ تربوز پیدا ہوئے)۔ کیلیفورنیا، جارجیا اور ٹیکساس بھی تربوز کی پیداوار میں ممتاز مقام رکھتے ہیں جہاں ہر ریاست میں 600 ملین پونڈ سے زیادہ تربوز پیدا ہوئے۔

81 ملین

یہ ان امریکیوں کی تعداد ہے جنہوں نے بتایا کہ ہم نے پچھلے سال کی باربی کیو فیضیافتوں میں حصہ لیا۔ یہ بات بڑے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ باربی کیو کی فیضیافتیں زیادہ تربوز کی آزادی پر مشعقہ ہوئیں۔

ماخذ: امریکی محکمہ خارجہ



Beethoven Symphony Unites Americans for Pakistan Flood Recovery

پاکستانی متاثرین سیلاب کی بحالی کے لئے بیتھوین کی موسیقی نے امریکیوں کو اکٹھا کر دیا

تحریر: کیری لوڈنٹھیل بیسی



The "Beethoven for the Indus Valley" concert raised money for Pakistan flood survivors such as the father and son shown in the image by Acumen Fund's Jacqueline Novogratz - IIP Photo

"بیتھوون فار دی انڈس ویلی" نامی موسیقی کے پروگرام کے ذریعے پاکستان کے سیلاب سے متاثرہ لوگوں کیلئے امدادی رقم اکٹھی کی گئی۔ آئی آئی ڈی

By: Carrie Loewenthal Massey

As the exultant lyrics of Friedrich Schiller's "Ode to Joy," set to Beethoven's beautiful orchestral accompaniment, filled New York's Carnegie Hall, images of Pakistan's flood survivors, treading through waist-high waters, flashed on the wall behind the performing musicians. The contrast was striking: pure devastation to pure joy.

But artistic director and conductor George Mathew purposely chose Beethoven's "Ninth Symphony" for the January 31 concert, which benefited the flood survivors of Pakistan's Indus Valley. Floodwaters inundated Pakistan in the summer of 2010, covering one-fifth of the country at one point and affecting 21 million people, leaving many without food, shelter or livelihood.

Through Beethoven's music, Mathew sought to convey the idea that "we become more human and more ourselves when we concern ourselves with the well-being of others," he said in the Playbill for the concert.

The concert, called "Beethoven for the Indus Valley," helped raise awareness of the ongoing need to assist the Pakistani flood survivors. It was sponsored by Music for Life International - Mathew's nonprofit organization, which brings musicians together for humanitarian causes — and the American Pakistan Foundation. Proceeds benefited Acumen Fund, a New York-based nongovernmental organization that invests in long-term solutions to poverty in Pakistan.

While he is grateful for the money raised by the concert and for the continued donations it is generating, Mathew said he is most thrilled by the social impact of the event, which he witnessed in different ways.

First, the makeup of the orchestra itself "was in fact a microcosm of the world," Mathew said in an interview. He gathered musicians from nearly 40 major American ensembles and conservatories, bringing together volunteer performers of several nationalities, including "Asian and Indian ... Arab, and Israeli, just the most amazing thing to see," he said. "And more than that, they were pouring out their hearts and souls for Pakistan."

Mathew, who divides his time between New York and Bangalore, India, also recognizes the social impact of his role as an Indian-American conductor.

نیویارک کے کارنیگی ہال میں جہاں ایک طرف بیتھوین کے خوبصورت آرکیسٹرا کی دھن پر فریڈرک شیلر کے نغمہ "Ode to Joy" کے بول گونج رہے تھے وہیں موسیقاروں کے پیچھے دیوار پر پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں کے مناظر بھی دکھائے جا رہے تھے، جن میں کمر تک پانی میں ڈوبے لوگ جان بچانے کی تگ و دو میں مصروف تھے۔ سیلاب کی تباہ کاریوں اور خوشی کے تاثر کا یہ ایک عجیب امتزاج تھا۔

موسیقی کے ڈائریکٹر اور منتظم جارج میتھیو نے 31 جنوری کی اس محفل موسیقی کیلئے بہت سوچ سمجھ کر بیتھوین کی "نویں سمفنی" کا انتخاب کیا تھا۔ اس پروگرام کی آمدنی پاکستان کے متاثرین سیلاب کیلئے دی گئی۔ 2010ء کے موسمِ گرم میں پاکستان میں آنے والے سیلاب سے ملک کا پانچواں حصہ زیرِ آب آ گیا، 21 ملین لوگ متاثر ہوئے، بہت سے لوگوں کو فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا اور کئی اپنے گھروں اور روزی روزگار سے محروم ہو گئے۔

میتھیو نے اس محفل موسیقی کے بارے میں پہلے بل میں لکھا کہ بیتھوین کی موسیقی کے ذریعے ہم نے یہ پیغام عام کیا کہ "جب ہم دوسرے لوگوں کی فلاح و بہبود کا سوچتے ہیں تو ہم اعلیٰ انسانی اقدار اور اپنے حقیقی جذبات کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔"

اس محفل موسیقی کو "بیتھوین برائے وادی سندھ" کا نام دیا گیا تھا۔ اس کے ذریعے لوگوں کو پاکستان کے متاثرین سیلاب کی مدد کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اس کا اہتمام امریکن پاکستان فاؤنڈیشن اور میتھیو کی غیر تجارتی تنظیم "میڈرک فار لائیو انٹرنیشنل" نے کیا تھا۔ یہ تنظیم خدمتِ خلق کیلئے موسیقاروں کو یکجا کرتی ہے۔ اس محفل موسیقی سے حاصل ہونے والی آمدنی ایکوین فنڈ کو دی گئی، جو نیویارک میں قائم ایک غیر سرکاری تنظیم ہے اور جو پاکستان میں غربت کے خاتمے کے طویل المیعاد پروگراموں میں مدد دے رہی ہے۔

میتھیو نے محفل موسیقی کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدنی اور متاثرین سیلاب کیلئے دوسرے ذرائع سے ملنے والے عطیات پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہ میں محفل موسیقی کی اس سماجی تقریب سے بہت متاثر ہوا ہوں، جو اپنے اندر کئی پہلو رکھتی ہے۔

میتھیو نے ایک انٹرویو میں کہا سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آرکیسٹرا کے فنکار بجائے خود پوری دنیا کی عکاسی کر رہے تھے۔ اس محفل کیلئے امریکہ کے بڑے بڑے گلوکاروں کے گروپوں اور موسیقی کے تربیتی اداروں سے تقریباً 40 موسیقاروں کو مدعو کیا گیا، جن کا تعلق مختلف قومیتوں سے تھا۔ ان میں ایشیائی، انڈین، عرب اور اسرائیلی قومیت کے موسیقار شامل تھے۔ یہ سب پاکستان کی خیر خواہی کیلئے اپنے دلی جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔

میتھیو کی موسیقی کی سرگرمیوں کا مرکز نیویارک اور بھارت کا شہر بنگلور ہے۔ انڈین امریکن موسیقار کی حیثیت سے اسے اپنے کردار کی سماجی اہمیت کا پورا احساس اور ادراک ہے۔

میتھیو کہتے ہیں، "میں جانتا ہوں کہ بھارتی قومیت سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اس تقریب کا اہتمام میرے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہمیں پاکستان کے مصیبت زدہ لوگوں کی آواز بننا ہے۔ ہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ اگرچہ اختلافات کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم ایک زبان بولتے ہیں، ایک جیسا ادب رکھتے ہیں اور ایک جیسے کھانے کھاتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم سب جنوبی ایشیائی ہیں۔"

"I know that there is a value in my coming forth as an Indian myself and saying we have to be a voice for these people who are suffering in Pakistan. We're connected," said Mathew. "Even though what's highlighted are the differences ... we speak the same languages, have the same literatures, eat the same foods. At the end of the day, we're all South Asians."

Mathew sees the concert as "a powerful example of human solidarity," which is the "only antidote to the kinds of things that divide us today," he said.

"Beethoven for the Indus Valley" launched Music for Life International's humanitarian efforts, which evolved out of Mathew's three previous concerts for global causes. It was Mathew's second concert for Pakistan; the first, "Beethoven for South Asia," in January 2006, supported the survivors of the 2005 Kashmir earthquake. Mathew also organized "Requiem for Darfur" in 2007 and "Mahler for the Children of AIDS" in 2009.

ACUMEN FUND: LASTING CAPITAL FOR SUSTAINABLE SOLUTIONS

Mathew chose Acumen Fund as the beneficiary of the concert's proceeds because he supported its mission to invest in businesses that change lives in Pakistan and their work on sustainable development and long-term solutions, he said.

Acumen Fund supports local entrepreneurs, nonprofits and businesses working to improve the lives of the poor by increasing access to housing, clean water and health care and enhancing agricultural practices. The organization provides these ventures long-term investment, managerial assistance and access to government and other partnerships.

"We invest in businesses that provide critical goods and services to low-income markets. Through that we seek to effect change by focusing on the social impact that comes from these goods and services," said Misbah Naqvi, Acumen Fund's business development manager, in an interview.

Since 2002, Acumen Fund has invested more than \$11 million in Pakistani ventures, according to the organization's website. Jacqueline Novogratz, founder and chief executive officer of Acumen Fund, traveled to Pakistan shortly after the floods to see the effects firsthand and explore opportunities to support the recovery work Pakistanis were doing on the ground.

"The world generally gets to see only one perspective of Pakistan," Novogratz said. "But there is a hidden story - that of its many citizens who want to see positive change and are willing to do something about it. And while the journey ahead is long, there are signs of progress."

Hoping to further this progress by raising awareness of the flood damage, Novogratz said Acumen Fund "felt lucky" to be a part of "Beethoven for the Indus Valley." Since the concert, the organization has seen increased traffic to its donation website, according to Naqvi.

In addition to its work in Pakistan, Acumen Fund invests in social enterprises in India, Uganda, Kenya and Tanzania.

Carrie Loewenthal Massey is a special correspondent and writes for the Bureau of International Information Programs, U.S. Department of State.

میٹھیو نے محفل موسیقی کو "انسانی یکجہتی کی مضبوط مثال" قرار دیا اور کہا کہ یہ "ان تمام اختلافات کا واحد حل ہے، جو ہمیں ایک دوسرے سے جدا کئے ہوئے ہیں۔"

"پیتھوین برائے وادی سندھ" میوزک فار لائیو انٹرنیشنل تنظیم کی ان کوششوں کا حصہ ہے جو وہ خدمت خلق کیلئے انجام دے رہی ہے۔ میٹھیو اس سے پہلے اس طرح کے تین پروگرام منعقد کر چکا ہے۔ پہلا پروگرام جنوری 2006ء میں "پیتھوین برائے جنوبی ایشیا" کے نام سے منعقد کیا گیا تھا، جس کے ذریعے کشمیر کے 2005ء کے متاثرین زلزلہ کی مدد کی گئی تھی۔ دوسرا پروگرام 2007ء میں دارفور کے لوگوں کیلئے اور تیسرا 2009ء میں ایڈز میں مبتلا بچوں کیلئے منعقد کیا گیا تھا۔

ایکویمن فنڈ: دیرپا حل کیلئے دیرپا سرمایہ کاری

میٹھیو نے محفل موسیقی کی آمدنی کے استعمال کیلئے ایکویمن فنڈ کا انتخاب کیا کیونکہ وہ اس فنڈ کے اغراض و مقاصد کا حامی ہے۔ اس فنڈ کا مقصد ایسے کاروبار میں سرمایہ کاری کرنا ہے، جس سے پاکستان کے لوگوں کی زندگیوں میں مثبت تبدیلی آئے اور مسائل کے دیرپا حل اور پائیدار ترقی کی راہ ہموار ہو۔

ایکویمن فنڈ مقامی چھوٹے صنعتکاروں، غیر تجارتی تنظیموں اور ایسی تجارتی کمپنیوں کی مدد کرتا ہے، جو غریب لوگوں کے حالات زندگی بہتر بنانے، ان کیلئے رہائش، صاف پانی اور علاج معالجے کی سہولیات کی فراہمی اور زرعی ترقی کیلئے کام کر رہی ہیں۔ ایکویمن فنڈ اس طرح کی کمپنیوں کو طویل المیعاد سرمایہ کاری، انتظامی امداد اور حکومت اور دوسرے شراکت داروں تک رسائی فراہم کرتا ہے۔

ایکویمن فنڈ کے بزنس ڈیولپمنٹ مینجر مصباح نقوی نے ایک انٹرویو میں بتایا، "ہم ایسی کمپنیوں میں سرمایہ کاری کرتے ہیں، جو کم آمدنی والے طبقوں کو ایشیا اور خدمات فراہم کرتی ہیں۔ اس طرح ہماری کوشش ہوتی ہے کہ کم آمدنی والے طبقوں کی سماجی حالت بہتر بنائی جائے۔"

فنڈ کی ویب سائٹ کے مطابق 2002ء سے اب تک ایکویمن فنڈ پاکستان میں 11 ملین ڈالر سے زیادہ کی سرمایہ کاری کر چکا ہے۔ ایکویمن فنڈ کی بانی اور چیف ایگزیکٹو آفیسر جیکولین نووگراتز نے پاکستان میں سیلاب کے تھوڑا عرصہ بعد پاکستان کا دورہ کیا تاکہ حالات کا براہ راست مشاہدہ کیا جاسکے اور بحالی کے کاموں میں مدد کی جاسکے۔

نووگراتز کہتی ہیں، "دنیا عام طور پر پاکستان کے صرف ایک پہلو کو دیکھتی ہے۔ لیکن ایک اور پہلو بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان کے بہت سے شہری ملک میں مثبت تبدیلی چاہتے ہیں اور اس کیلئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سفر طویل ہے لیکن اس میں پیشرفت کے آثار نظر آ رہے ہیں۔"

نووگراتز نے توقع ظاہر کی کہ سیلاب کے نقصانات کے بارے میں آگاہی پیدا کر کے منزل کی طرف مزید پیشرفت ہوگی۔ انھوں نے کہا ایکویمن فنڈ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا ہے کہ وہ "پیتھوین برائے وادی سندھ" پروگرام میں شراکت دار بنا ہے۔ نقوی بتاتے ہیں کہ اس محفل موسیقی کے بعد فنڈ کی ویب سائٹ پر عطیات دینے والوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

ایکویمن فنڈ پاکستان کے علاوہ بھارت، یوگنڈا، کینیا اور تنزانیہ میں بھی سماجی خدمات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

کیری لووینٹھل ماسی امریکی محکمہ خارجہ کے شعبہ بین الاقوامی اطلاعات پروگرام میں خصوصی نمائندے اور مصنف ہیں۔

Imam Khalid Latif

Building Communities of Faith and Diversity in America

امام خالد لطیف

امریکہ میں بین المذاہب ہم آہنگی اور تنوع کے فروغ کیلئے کوشاں



Khalid Latif - AP Photo

خالد لطیف - اے پی فوٹو

By: Special Correspondent Howard Cincotta and Staff Writer Lauren Monsen

At age 28, Imam Khalid Latif is - by most standards - quite young to be shouldering major leadership responsibilities. But since age 24, he has been chaplain and director of the Islamic Center at New York University (ICNYU) and also Muslim chaplain for the New York Police Department, serving the needs of a wide-ranging constituency.

"The university and police department are obviously very different," Latif said. "But they're also very similar, as American institutions with growing Muslim populations who are trying to find their way."

Latif is deeply committed to interfaith dialogue and community service as an integral part of what it means to be Muslim in a modern, multicultural world. "Each of these interactions can be an opportunity for spiritual growth," he said.

As head of ICNYU, Latif is conducting a fundraising campaign he hopes will generate funds to allow him to hire a full-time staff and appoint a scholar-in-residence. "Our goal is \$20 million," he said, "which would create scholarships as well as research and fellowship opportunities."

تحریر: خصوصی نامہ نگار ہوورڈ سینکوتا اور سٹاف رائٹر لارین مونسن

اٹھائیس سالہ امام خالد لطیف کئی لحاظ سے ایک ایسے نوجوان ہیں جو بڑی قائدانہ ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ تاہم وہ چوبیس سال کی عمر سے نیویارک یونیورسٹی میں اسلامک سینٹر کے مذہبی پیشوا اور ڈائریکٹر اور نیویارک پولیس ڈیپارٹمنٹ کے مسلمان امام بھی ہیں اور لوگوں کے ایک وسیع حلقے کی خدمت کر رہے ہیں۔

وہ کہتے ہیں "اگرچہ یونیورسٹی اور پولیس ایک دوسرے سے بہت مختلف ادارے ہیں تاہم ان میں ایک لحاظ سے مماثلت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ انہیں بڑھتی ہوئی مسلمان آبادی کے امور سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

امام خالد لطیف بین المذاہب مذاکرات اور خدمت خلق کیلئے بہت پر عزم ہے۔ وہ ان دونوں خصوصیات کو جدید اور کثیر ثقافتی دنیا میں مسلمانوں کیلئے بہت ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے "اس طرح کے رابطوں کا ہر مرحلہ ہماری روحانی ترقی کا ایک ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔"

However, Latif never forgets he is, above all, the spiritual leader of a young and varied congregation. Most are students seeking to find their spiritual path as Muslims while facing the challenges of college-age people anywhere.

Through the Islamic Center, students can seek advocacy, counseling and mediation services, and participate in interfaith activities. The center works with Bridges: Muslim-Jewish Interfaith Dialogue, a New York University student-run venture that offers dialogue, community service and weekend retreats. Additionally, ICNYU members can participate in community service programs with groups such as Habitat for Humanity.

In 2007, Latif was named as only the second Muslim chaplain to the New York Police Department. Latif, who serves with Catholic, Protestant and Jewish clergy, has been called to hospitals several times to comfort injured officers and their families, none of whom happened to be Muslim.

These experiences, he said, have enriched him. "Any interaction I have with any individual broadens my own worldview," he explained. "You have your values challenged and reinforced, and you begin to understand what you have in common with others."

INQUIRY INTO FAITH

Latif grew up in Edison, New Jersey, the son of Pakistani-born parents and one of only a few Muslim students at his school. He sought out leadership positions, becoming student council president and captain of his football and track teams.

Latif majored in Middle Eastern and Islamic studies at New York University and continued his inquiry into his faith and his role as an American Muslim in perhaps the most ethnically and religiously diverse metropolitan area in the world. He also began to perceive the extraordinary diversity of Islam itself. "As a freshman, I met an Indonesian with a scraggly beard - and a surfboard. That was something new. But I also met Muslims who were African American, African, converted Muslims and the children of converts."

At age 18, Latif was cajoled into giving his first sermon. "It seemed to go fairly well, and I was asked to give them on a regular basis," he said.

In 2005, after graduating from New York University, Latif entered the Islamic Chaplaincy Program at the nondenominational Hartford Seminary in Connecticut, the only accredited program of its kind in the country. He also volunteered as the first chaplain of NYU's Islamic Center and co-taught courses on conflict resolution at Abraham's Vision, a Muslim/Jewish interfaith organization for young people.

SCHOOL CHAPLAIN

Latif is a pioneer at a time when the growing Muslim student population, coupled with large numbers of international students, has greatly increased the need for Muslim chaplains on campus.

One of his most successful undertakings was almost an afterthought: podcasts of his 20-minute Friday sermons. A friend suggested they record and post them on the Islamic Center website.

طلباء اسلامک سینٹر کے ذریعے قانونی معاونت، مشاورت اور مصالحت کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں اور بین المذاہب سرگرمیوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یہ سینٹر مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان بین المذاہب مذاکرات کے ادارے Bridges کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے جو نیویارک یونیورسٹی کے طلباء کی طرف سے شروع کیا گیا ایک ایسا پروگرام ہے جو مکالمے، لوگوں کی خدمت اور سیر و تفریح کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ نیویارک یونیورسٹی کے اسلامک سینٹر کے ممبران Habitat For Humanity جیسے گروپوں سے مل کر لوگوں کی خدمت کے پروگراموں میں حصہ لے سکتے ہیں۔

2007ء میں لطیف نیویارک پولیس ڈیپارٹمنٹ میں صرف دوسرے مسلمان امام تھے۔ لطیف جو کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور یہودی مذہبی پیشواؤں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں، انہیں کئی مرتبہ ہسپتالوں میں ایسے زخمی پولیس اہلکاروں اور ان کے اہلخانہ کو تسلی و تشفی دلانے کیلئے بلا یا گیا جن میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں تھا۔

انہوں نے کہا کہ ان تجربات سے مجھے بہت فائدہ پہنچا ہے اور "جب کبھی مجھے اس طرح کسی فرد سے ملنے کا موقع ملتا ہے تو اس سے بیرونی دنیا کے بارے میری سوچ کو بہت وسعت ملتی ہے۔ اس طرح کے رابطوں سے ہمیں اپنی اقدار کو درپیش چیلنجوں اور دوسرے عقائد کے ماننے والوں کے ساتھ مشترکہ اقدار جاننے کا موقع ملتا ہے۔"

مذہب سے لگاؤ:

لطیف جو نیو جرسی کے علاقے ایڈیسن میں پلے بڑھے، پاکستانی نژاد والدین کے بیٹے تھے جو اپنے اسکول میں پڑھنے والے چند مسلمان طلباء میں سے ایک تھے جنہوں نے کونسل کے صدر اور اپنی فٹ بال اور ٹریک ٹیموں کے کپتان جیسی قائدانہ پوزیشنیں حاصل کی۔

لطیف جس نے نیویارک یونیورسٹی میں مشرق وسطیٰ کے امور اور اسلامیات کے شعبے میں ڈگری مکمل کی اور نیویارک جیسے شہر میں مذہب سے لگاؤ اور ایک امریکی مسلمان کے طور پر اپنے قائدانہ کردار کو اجاگر کیا جہاں دنیا میں سب سے زیادہ مختلف مذاہب اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے خود بھی اسلام کے غیر معمولی متنوع تشخص کو سمجھنا شروع کر دیا۔ وہ بتاتے ہیں "مذہب سے دلچسپی رکھنے والے ایک فرد کی حیثیت سے مجھے انڈونیشیا کے ایک بارئش مسلمان سے ملنے کا موقع ملا جس نے سرف بورڈ اٹھا رکھا تھا جو میرے لیے ایک نیا تجربہ تھا۔ اسی طرح میں نے افریقی نژاد امریکیوں، افریقی باشندوں اور نئے اسلام قبول کرنے والے افراد اور ان کے اہلخانہ سے بھی ملاقات کی۔"

انہوں نے کہا کہ میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں اپنا پہلا خطبہ دیا جو بہت کامیاب رہا اس لئے مجھے کہا گیا کہ میں یہ سلسلہ باقاعدگی سے جاری رکھوں۔

2005ء میں نیویارک یونیورسٹی سے گریجوایشن کرنے کے بعد لطیف نے کنیکٹیکٹ میں ہارٹ فورڈ کی درس گاہ میں مسلمان آئٹم کرام کے تربیتی پروگرام میں داخلہ لیا جو ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا پروگرام تھا۔ انہوں نے نیویارک یونیورسٹی کے اسلامک سینٹر کے پہلے مذہبی پیشوا ہونے کا بھی اعزاز حاصل کیا اور Abraham's Vision نامی ادارے میں، جو نوجوان مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان بین المذاہب مکالمے کا ادارہ ہے، مسائل کے حل کے بارے میں تربیتی کورسز دوسرے اساتذہ کے ساتھ مل کر پڑھائے۔

The response has far exceeded expectations. Latif's podcasts have attracted 30,000 listeners a month, from all over the globe.

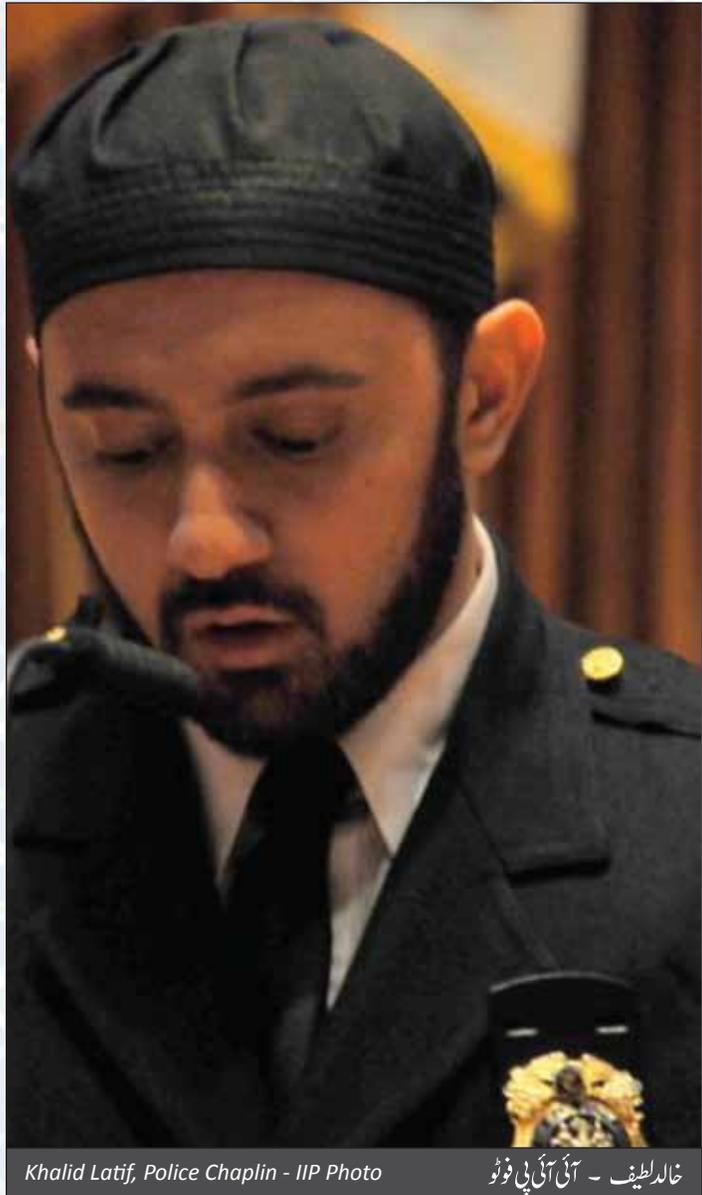
In addition, Latif records his Friday sermons on video and posts them on YouTube. "Our focus is now on videos, so our last podcast update was in 2010. But by this summer, we'll have a mechanism in place to support both formats," he said.

Although temporarily in hiatus, Latif's podcasts retain a strong following. "The podcasts are more easily accessible in some parts of the world because the files are smaller," he said. "I've heard from a teacher in Abu Dhabi who plays the podcasts for her classroom of 60 students each week."

Latif regards his commitment to interfaith activities as central to his mission as an imam. He cites a trip to New Orleans with members of the Islamic Center and NYU's Bronfman Center for Jewish Life to help with Hurricane Katrina recovery efforts. The two groups overcame their mistrust, he said, "and they all learned not to define students, by religion or background, as the 'other.'"

"This is real, effective change," Latif said, "change that can emanate into the broader community."

This article was compiled by Howard Cincotta and Lauren Mosen who write for International Information Programs (IIP).



Khalid Latif, Police Chaplin - IIP Photo

خالد لطیف - آئی آئی پی فوٹو

لطیف ایسے وقت میں وہ پہلے مذہبی پیشوا ہیں جب یونیورسٹی کے کیمپس میں مسلمان طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے ساتھ بین الاقوامی طلباء کی ایک بڑی تعداد کیلئے مسلمان مذہبی پیشوا کی ضرورت میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

اس سلسلے میں ان کی سب سے نمایاں کامیابی Podcast کی صورت میں بیس منٹ دورانیے کے جمعہ کے خطبات ہیں۔ ان کے ایک دوست نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ ان خطبات کو ریکارڈ کر کے اسلامک سینٹر کی ویب سائٹ پر بھیجیں۔

ویب سائٹ پر دیئے گئے جمعہ کے خطبات پر آنے والا ردعمل توقعات سے کہیں بڑھ کر ہے۔ لطیف کے Podcasts نے ایک ماہ کے عرصے میں دنیا بھر سے 30 ہزار سامعین کو متوجہ کیا۔

لطیف جمعہ کے اپنے خطبات کو ویڈیو ریکارڈنگ کے ذریعے یوٹیوب پر بھی جاری کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب ہماری توجہ ویڈیو ریکارڈنگ پر ہے جس کے لیے ہم نے اپنے آخری Podcast کو 2010ء میں اپ ڈیٹ کیا "تاہم اس سال موسم گرما تک ہم آڈیو اور ویڈیو دونوں ذرائع سے ان خطبات تک رسائی کا طریقہ کار وضع کریں گے۔"

اگرچہ Podcast پر لطیف کے خطبات کی دستیابی کا سلسلہ وقتی طور پر رکا ہوا ہے تاہم ان خطبات کے زبردست نتائج برآمد ہوئے ہیں انہوں نے کہا یہ Podcasts دنیا کے بعض حصوں میں بڑی آسانی سے دستیاب ہیں کیونکہ ان کی فائلیں کم دورانیے پر مشتمل ہوتی ہیں۔ "ابوظہبی کے ایک ٹیچر نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ساٹھ طلباء پر مشتمل اپنی کلاس میں ہر ہفتے یہ Podcasts چلاتا ہے۔"

لطیف بین المذاہب سرگرمیوں کے بارے میں اپنے عزم کو امام کی حیثیت سے اپنے مشن کا مرکزی حصہ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اسلامک سینٹر اور نیویارک یونیورسٹی میں یہودیوں کے بروڈمین سینٹر کے ممبران کے ساتھ نیواورلینز کے اپنے دورے کا حوالہ دیا جس کا مقصد سمندری طوفان قطرینہ کے متاثرین کیلئے امدادی کوششیں کرنا تھا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں گروپوں نے اپنے درمیان اعتماد کے فقدان کو دور کیا اور انہیں یہ سیکھنے کا موقع ملا کہ دوسروں کی طرح طلباء کو محض مذہب یا تارینچی پس منظر کے حوالے سے نہ دیکھا جائے۔

لطیف نے کہا کہ "یہ ایک ایسی حقیقی اور موثر تبدیلی ہے جس سے ایک وسیع النظر معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔"

اس مضمون کی تدوین ہاورڈ اسکول اور لارین مونس نے کی جو انٹرنیشنل انفارمیشن پروگرامز کیلئے لکھتے ہیں۔

Muslim-American Women Lead Community Projects for Earth Day

By: M. Scott Bortot

In schools, mosques and community groups around the United States, American Muslim women are working with their neighbors to ensure that Earth Day's message of protecting the planet isn't heard only on one day, but year-round.

Dina Badawy, a behavior and social change consultant in Charlotte, North Carolina, said Earth Day, held annually April 22, is only a focal point for generating awareness.

"As a member of the Muslim religious community, whenever I conduct environmental justice outreach on Earth Day, it's not because I think that Earth Day is the only day you should practice conservation," Badawy said. "It's a launching pad for future events and projects throughout the year."

Badawy, who has worked in faith-based community outreach for the Earth Day Network, met with nearly two dozen neighbors to discuss how they can reduce harm to the environment.

"We thought it would be good to have a local garden-development workshop," Badawy said, because growing vegetables locally cuts down on fossil fuels used to transport produce. "From all different angles, gardening is a beautiful contribution to environmental justice."

Bhwana Kamil, head of the Muslim American Society chapter in San Francisco and founder of the group's Muslim Green Team,



Students with plates (International Information Programs) - IIP Photo

طلبہ تخبیوں کے ہمراہ - آئی آئی پی فوٹو

said members are encouraged to participate in community events to mark Earth Day.

Formed in 2007, the Muslim Green Team's goal is "to educate and equip the Muslim community to live greener lives" and to educate the wider community about Muslim environmental teachings, she said. The Muslim Green Team took advantage of the fact that Earth Day coincided with Friday and contacted mosques nationwide.

یوم ارض کے منصوبوں میں مسلمان امریکی خواتین کا نمایاں کردار

تحریر: ایم اسکٹ بورٹوٹ

امریکہ کے اسکولوں، مساجد اور مختلف طبقہ ہائے فکر کے گروپوں میں امریکی مسلم خواتین اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ زمین کو محفوظ رکھنے سے متعلق یوم ارض کے پیغام کو محض ایک روز تک محدود نہ کر دیا جائے بلکہ پورا سال اسے یاد رکھا جائے۔

شارٹ، نارٹھ کیرولائنا میں طرز عمل اور سماجی تبدیلی کی کنسلٹنٹ دینا بدادی نے کہا کہ یوم ارض، جو ہر سال 22 اپریل کو منایا جاتا ہے، لوگوں میں اس بارے میں شعور بیدار کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

بدادی نے کہا کہ "ایک مسلمان مذہبی معاشرے کا رکن ہونے کی حیثیت سے میں نے جب کبھی یوم ارض پر ماحولیاتی سروے کیا تو میں نے محض اس ارادے سے نہیں کیا کہ ماحولیاتی پالیسیوں پر عملدرآمد کیلئے صرف یوم ارض کے موقع پر ہی عزم کرنا چاہئے بلکہ یہ پورے سال کے دوران اس سلسلے میں شروع کئے جانے والے مستقبل کے منصوبوں کیلئے نقطہ آغاز ہونا چاہئے۔"

بدادی، جنہوں نے "ارتھ ڈے نیٹ ورک" کیلئے مختلف مذہبی گروپوں کے ساتھ مل کر کام کیا، نے تقریباً دو درجن افراد سے ملاقات کی جن کے ساتھ انہوں نے اس معاملے پر بات چیت کی کہ ہم ماحولیاتی نقصانات کو کس طرح کم کر سکتے ہیں۔

بدادی نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ باغبانی کو فروغ دینے کیلئے ایک مقامی ورکشاپ کے انعقاد کا فیصلہ مفید ثابت ہوگا کیونکہ مقامی طور پر سبزیوں کی کاشت سے ہم ان زرعی اجناس کی نقل و حمل پر ایندھن کے آنے والے اخراجات کم کر سکتے ہیں۔ ہر لحاظ سے ماحول کو صاف رکھنے کے لئے باغبانی ایک مفید مشغلہ ہے۔

سان فرانسسکو میں مسلم امریکن سوسائٹی شاخ کی سربراہ اور مسلم گرین ٹیم کے گروپ کی بانی بھوانہ کمال نے کہا کہ سوسائٹی کے ارکان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ یوم ارض کی تقریبات میں حصہ لیں۔

انہوں نے کہا کہ 2007ء میں قائم کی گئی مسلم گرین ٹیم کا مقصد ہے کہ مسلمان معاشرے کو خوشحال اور ماحول دوست زندگی گزارنے کی ترغیب اور تعلیم دی جائے اور معاشرے کے مختلف طبقات کو مسلمانوں کی ماحولیاتی تعلیمات کے بارے میں بتایا جائے۔ اس سال چونکہ یوم ارض جمعہ کے دن آیا، اس لئے مسلم گرین ٹیم نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور مساجد کے ذریعے اس سلسلے میں قومی سطح پر رابطہ کیا۔

کمال نے کہا کہ ہم نے جمعہ کو خطبہ دینے والے تمام آئمہ کرام سے کہا وہ اسلام اور ماحول کے تحفظ کے بارے میں خطبہ دیں۔ مسلم گرین ٹیم نے اس سلسلے میں اہم نکات کی ایک فہرست تیار کی ہے جسے ہم ملک میں بڑے پیمانے پر پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے اس سلسلے میں حاصل ہونے والی کامیابی کو جانچنے کیلئے مساجد کے ذریعے لوگوں کا ردعمل معلوم کیا۔

یوم ارض کے چھ ماہ بعد مسلم گرین ایک ماحولیاتی میلے کا اہتمام کرتی ہے جس کا مقصد ماحول دوست پالیسیوں پر عملدرآمد کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔

“What we are asking is that all the imams who give the sermons on Friday ... give a sermon about Islam and the environment,” Kamil said. The Muslim Green Team created a list of speaking points, “and we have been trying to distribute it widely across the country.” They asked for feedback from mosques to determine its success.

Six months after Earth Day, the Muslim Green Team hosts the EcoFair, a community-wide event to encourage environmentally friendly practices.

“We include children’s activities, demonstrations and free giveaways to ensure that everyone walks away with information and tools to live a greener life,” Kamil said.

American Muslim educators are involving their students in Earth Day activities. Ayesha Kazi, a teacher at Muslim Community Center Full-Time School in Morton Grove, Illinois, integrates the environment into the classroom.

To mark Earth Day, the school held its Zero Waste Day. Instead of using paper towels, students air-dried their hands and used both sides of paper in the classroom. To reduce waste at lunch, students brought food in reusable containers or, if they purchased a school lunch, used reusable plates and utensils from home.

“We always talk to our students about how to protect the environment, but we thought that this would really be a good hands-on activity for them,” Kazi said. “Rather than talking about it, we wanted to do something. We wanted to give them a hands-on experience with living a green lifestyle.”

Azra Kazmi, a teacher at the College Preparatory School of America in Lombard, Illinois, said the school’s environment club took the initiative this year and marked Earth Day by volunteering for Clean-Up Day on April 23 as part of Lombard Pride Week.

Following Earth Day, Kazmi leads the school’s Health and Awareness Week. During the week, high school students and younger students watch the environmental awareness film An Inconvenient Truth, the environment club grades student presentations on conservation, and students plant trees.

“The point of this is for the students to take ownership,” Kazmi said. “Then we will have every class create a name for the tree and have a care plan for the tree and then work to maintain it.”

Kazmi and Kazi say that educating children creates environmental consciousness that lasts a lifetime.

“If we plant these seeds at a young age and get them thinking about conservation and generally protecting the environment, then hopefully they can make these changes in their lifestyles,” Kazi said. “It is just slow and steady, baby steps. They can implement these changes in their lives and I think that starting from a young age is key so they can develop good habits.”

M. Scott Bortot is a staff writer for International Information Programs (IIP).

کامل نے کہا کہ ہم نے اس میلے میں بچوں کی سرگرمیاں، مظاہرے اور انعامات شامل کرتے ہیں تاکہ ہر کوئی ماحول دوست زندگی گزارنے کیلئے مفید معلومات حاصل کر سکے۔

مسلمان امریکی اساتذہ اپنے طالب علموں کو یوم ارض کی سرگرمیوں میں شامل کر رہے ہیں۔ الی نوے میں مارٹن گرو میں مسلم کمیونٹی سنٹر کے کل وقتی سکول کی ایک ٹیچر عائشہ قاضی کلاس روم میں پڑھانے کے دوران طلباء کو ماحولیات کے بارے میں بھی تعلیم دیتی ہیں۔

یوم ارض کے موقع پر سکول میں صفائی ستھرائی کا دن منایا گیا۔ طلباء نے ٹشو پیپر استعمال کرنے کی بجائے ہوا سے اپنے ہاتھ خشک کئے اور کلاس میں پڑھائی کے دوران پیپر کے دونوں صفحات استعمال کئے۔ دوپہر کے کھانے کے موقع پر ضائع ہونے والی فالتو چیزوں میں کمی لانے کیلئے طلباء دوبارہ استعمال ہونے والے برتنوں میں کھانا لے کر آئے۔ اگرچہ بعض طلباء نے کھانے پینے کا سامان سکول سے خریدتا تھا وہ دوبارہ استعمال ہونے والی پلیٹیں اور برتن گھر سے لے کر آئے۔

عائشہ قاضی نے کہا ہم ہمیشہ اپنے طلباء سے اس موضوع پر بات چیت کرتے ہیں کہ ماحول کو کیسے محفوظ رکھا جائے لیکن ہم نے سوچا کہ یہ ان کیلئے حقیقی معنوں میں ایک کامیاب سرگرمی ہوگی کیونکہ ہم اس معاملے پر باتیں کرنے کی بجائے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم انہیں ماحول دوست طرز زندگی کے بارے میں ایک عملی تجربہ دینا چاہتے ہیں۔

الی نوے میں لامبارڈ میں کالج پریپرٹری اسکول آف امریکہ کی ٹیچر عذرا کافھی نے کہا کہ سکول کے ماحولیات کی کلب نے اس سال یوم ارض پر لامبارڈ ویک کے طور پر 23 اپریل کو رخصت کارانہ طور پر صفائی ستھرائی کا دن منایا۔

کافھی نے کہا کہ یوم ارض کے بعد سکول میں صحت و صفائی کے بارے میں آگاہی پھیلائے کا ہفتہ منایا گیا اس ہفتے کے دوران ہائی سکول کے طلباء اور دوسرے کم سن طلباء نے ماحولیات کی آگاہی کے بارے میں An Inconvenient Truth نامی فلم دیکھی۔ ماحولیات کی کلب نے ماحول کے تحفظ اور شجر کاری کے حوالے سے طلباء کی طرف سے پیش کی گئی پریذینٹیشن کی درجہ بندی کی۔ کافھی نے کہا کہ اس مشق کا مقصد طلباء میں اس معاملے کیلئے ایک احساس ذمہ داری پیدا کرنا ہے کیونکہ تبھی ہمیں ایک ایسا ماحول پیدا کرنے میں کامیابی حاصل ہوگی جس میں ہر کوئی ماحول کو آلودگی سے بچائے اور شجر کاری کی مہم کو جاری رکھنے کی کوشش کرے۔

کافھی اور قاضی نے کہا کہ بچوں کو تعلیم دینے سے ان میں ماحولیات کی سمجھ بوجھ پیدا ہوگی جو زندگی میں طویل عرصے تک کام آئے گی۔

عائشہ قاضی نے کہا اگر ہم ماحول کو صاف رکھنے کے بارے میں بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی تعلیم دیتے ہیں اور انہیں ماحول کو محفوظ رکھنے کی سوچ دیتے ہیں اور وہ اپنے طرز زندگی میں تبدیلی لاسکتے ہیں۔ یہ اس مقصد کے حصول کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنے کا آغاز ہے وہ ان تبدیلیوں کو اپنی زندگیوں میں شامل کر سکتے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ اس سلسلے میں چھوٹی عمر سے آغاز ایک اہم قدم ہے تاکہ وہ اچھی عادت اپنا سکیں۔

ایم اسکاٹ بورٹوٹ انٹرنیشنل انفارمیشن پروگرام کے سٹاف رائٹر ہیں۔

Philanthropist Feeds and Empowers Americans and Pakistanis

By: M. Scott Bortot

When Muslim Lakhani says he wants to help people in need, he is serious. Just ask Major Steve Morris, the Salvation Army's commander for the Washington area.

"He asked how he could be engaged with the Salvation Army, and we talked about a couple of different programs," Morris said. "When he heard about the consistency of feeding homeless residents of D.C. [Washington] 365 days a year, he said, literally, 'That is the kind of program that I can identify with.'"

It's not that Lakhani was ever poor and homeless. He grew up in a well-to-do family in Karachi, Pakistan, and later became an entrepreneur. As a child, he learned compassion for those who were less fortunate, and he applies those lessons to support impoverished people in Pakistan and the United States through ML Resources Social Vision, the philanthropic arm of his venture capital firm, ML Resources LLC.

امریکیوں اور پاکستانیوں کو کھانا کھلانے اور باختیار بنانے والا انسان دوست شخص

تحریر: ایم اسکات بورٹوٹ

جب مسلم لاکھانی یہ کہتا ہے کہ وہ ضرورت مند افراد کی مدد کرتا ہے تو وہ سنجیدہ ہوتا ہے۔ اس بارے میں آپ واشنگٹن کے علاقے میں تعینات سالویشن آرمی کے کمانڈر میجر سٹیو مورس سے پوچھ سکتے ہیں۔

مورس کا کہنا ہے کہ اُس کے پوچھنے پر، کہ وہ کس طرح سے سالویشن آرمی کے ساتھ کام کر سکتا ہے، ہم نے دو تین مختلف پروگراموں پر صلاح مشورہ کیا۔ جب اُس نے واشنگٹن ڈی سی کے علاقے میں سال کے تین سو پینسٹھ دن بے گھر افراد کو کھانا کھلانے کی ضرورت کا سنا تو اُس نے فوراً کہا کہ وہ اسی طرح کے پروگرام کو اپنی شناخت بنانا چاہتا ہے۔

یہ بات نہیں کہ لاکھانی کبھی بے گھر اور غریب رہا ہے۔ اُس نے پاکستان کے شہر کراچی کے ایک خوشحال گھرانے میں پرورش پائی اور بڑا ہو کر وہ تاجر بنا۔ بچپن میں ہی اس نے غریب اور مفلوک الحال لوگوں سے ہمدردی کرنے کا سبق سیکھ لیا تھا۔ اب وہ سرمایہ کاری کی اپنی فرم ایم ایل ریسورسز ایل ایل سی کے خیراتی ادارے ایم ایل ریسورسز سوشل وژن کے ذریعے پاکستان اور امریکہ کے غریب لوگوں کی مدد کرنے کے اپنے بچپن میں از برکتے ہوئے سبق سے کام لے رہا ہے۔

لاکھانی کا کہنا ہے کہ اُس کی والدہ نے اُسے بہت کچھ سکھایا۔ "ہم کھانے کی میز پر بیٹھے ہوتے تھے اور باہر کوئی بھیک مانگنے والا آجاتا تھا تو وہ کہتیں جاؤ اُسے کچھ کھانا دے آؤ۔ جب آپ کی عمر سات آٹھ سال ہو اور آپ ایک غریب ماں اور اُس کے بھوکے بچے کو اپنے گھر سے باہر کھڑا دیکھیں تو یہ بات آپ کو بہت متاثر کرتی ہے۔"

2006ء کے وسط میں امریکہ آنے والا لاکھانی اپنے خاندان کے ہمراہ واشنگٹن ڈی سی میں قیام پذیر ہوا۔ شہر میں گھومتے ہوئے جب اُس نے سالویشن آرمی کو بے گھر عورتوں، مردوں اور بچوں کو کھانا فراہم کرتے دیکھا تو اُسے پاکستان میں پھیلی ہوئی غربت یاد آئی اور اس نے کچھ کر دکھانے کا فیصلہ کر لیا۔

مورس اور سالویشن آرمی کے دیگر حکام سے ملاقات کے بعد لاکھانی نے Grate Patrol Homeless Outreach Program کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور وہ 2008ء سے اب تک اپنا وعدہ نبھا رہا ہے۔ یہ پروگرام شہر کے بے گھر لوگوں کی پیشہ وارانہ رہنمائی کرنے کے علاوہ شہر میں گھومنے والی ایک وین کے ذریعے روزانہ کم و بیش دو سو افراد کو کھانا بھی فراہم کرتا ہے۔

لاکھانی کا کہنا ہے کہ میں نے اُن سے کہا کہ میں لوگوں کو کھانا کھلانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کرسس کے دن سے آغاز کریں تو میں کھانا کھلانے کے اس سارے پروگرام کا خرچ اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔

لاکھانی کے دل میں کرسس کا ایک خاص مقام ہے۔ وہ پاکستان کے مقامی اسکول کراچی گرامر اسکول میں عیسائیت پڑھتی مواد پڑھ چکا ہے اور مختلف عقائد رکھنے والے بچوں کے ساتھ پرورش پانے کی وجہ سے وہ ایک وسیع القلب مسلمان ہے۔ جب سترہ سال کی عمر میں وہ اٹلی میں نمونیہ کی بیماری میں مبتلا ہوا تو اُس کے دل میں دوسروں کے عقائد کا احترام اور زیادہ بڑھ گیا۔

لاکھانی کا کہنا ہے کہ جب ہسپتال میں اُس کی آنکھ کھلی تو فرشتوں جیسے دو چہرے اُس پر جھلکے ہوئے تھے اور ایک کے گلے میں پہنا کراس اُس کے سینے کو چھو رہا تھا۔ میں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا کہ میرا خیال تھا کہ میں مر چکا ہوں لیکن میرا یہ بھی خیال تھا کہ شاید میں راستہ بھول کر کسی غلط جگہ آ گیا ہوں۔ پھر میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کہا کہ ٹھیک ہے۔ پھر میری آنکھوں کے سامنے مارک، میٹھیو، لیوک اور جان آئے جب میں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو وہ اُسی طرح کھڑی تھیں۔



A girl waiting for her turn to get food at a Rice house run by philanthropist Muslim Lakhani in Islamabad. (ML R www.mlresourcesllc.com)

اسلام آباد میں محیر شخصیت مسلم لاکھانی کی طرف سے قائم کردہ چاول گھر میں ایک لڑکی کھانا لینے کیلئے اپنی باری کی منتظر ہے۔



Muslim Lakhani (ML R www.mlresourcesllc.com)

مسلم لاکھانی

“My mother taught me a lot. We would be sitting at a table and outside there would be a beggar, and she would say, ‘Go, give them some food,’” Lakhani said. “When you are 7 or 8 and see this poor mother and a child, it touches you.”

Lakhani, who came to the United States in mid 2006, settled in Washington with his family. On his walks through the city, he would see the Salvation Army feeding homeless men, women and children, and that reminded him of poverty back in Pakistan. He decided to act.

After meeting with Morris and other Salvation Army officials, Lakhani pledged to support the Grate Patrol Homeless Outreach Program, which he has continued to support since 2008. Along with providing professional guidance for the city’s homeless, the program feeds as many as 200 people daily from a van that roves the U.S. capital.

“I said to them that I just want to feed people,” Lakhani said. “I said, ‘I will sponsor the entire feeding program if you start on Christmas Day.’”

Christmas holds a special place in Lakhani’s heart. At his local school, Karachi Grammar School in Pakistan, he studied Christian texts and grew up with children of diverse beliefs, which broadened his Muslim spirituality. His respect for other faiths reached new heights, though, when he fell ill with pneumonia while in Italy when he was just 17 years of age.

“I woke up in the hospital, and there were two angelic faces looking down at me, and one of them, her cross was touching my

اصل میں وہ دونوں کو دیکھ رہا تھا جو اُس کی دیکھ بھال پر مامور تھیں۔ بیماری سے صحت یاب ہوتے ہوتے وہ بنوں کا دوست بن چکا تھا اور اُن کے ہمراہ چرچ جا کر موم بتیاں جلا آیا تھا۔ اٹلی میں حاصل ہونے والے تجربے نے اُس پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ ایم ایل رییسورسز سوشل وژن نیویارک کے انٹرفیٹھ سینٹر اور اس کے زیر اہتمام انٹرفیٹھ یوتھ ایکشن گروپ جیسے اقدامات کے ذریعے مختلف مذاہب کے مابین باہمی تعلق اور روابط میں بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔

مورلیس کا کہنا ہے کہ لاکھانی دوسروں کے عقائد کا جس قدر احترام کرتا ہے وہ بہت حوصلہ افزاء اور قابل تقلید ہے۔

مورلیس مزید بتاتا ہے کہ وہ اکثر اس بات کا ذکر کرنا پسند کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے جبکہ سالویشن آرمی کا تعلق عیسائیت سے ہے۔ وہ اپنے آپ کو اور ہماری اس دوستی کو ذاتی طور پر مختلف عقائد اور مختلف دنیاؤں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اپنی برادری کی خاص پہچان کی واضح مثال کے طور پر دیکھتا ہے۔

ایک طرف لاکھانی امریکہ میں بھوکے لوگوں کو کھانا کھلا رہا ہے تو دوسری طرف پاکستان میں بھی اُس کے خیراتی کام جاری و ساری ہیں۔ وہ اپنی مادر وطن میں کئی ایسے پروگراموں کیلئے مالی اعانت فراہم کر رہا ہے جو لوگوں کی استعداد کار کو بہتر بنانے اور انہیں معاشی طور پر خود کفیل بنانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ لاکھانی نے پاکستان میں خیراتی کاموں کا آغاز تنقید کے جواب میں شروع کیا تھا۔ اُس کا کہنا ہے کہ جب اُس نے 1997ء میں اسلام آباد میں اپنا گھر بنایا تو اُس کے کانوں میں یہ بات پڑی کہ غریب اور کم نصیب لوگ بڑے بڑے گھروں میں رہنے والے دولت مند لوگوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے گرد و پیش میں رہنے والے لوگ بھوک اور غربت کی چکی میں پس رہے ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ

chest,” Lakhani said. “I opened my eyes and I said, ‘I think I’m dead. But I think I’m in the wrong place, I think I might have missed my lane.’ While I closed my eyes, I said, ‘That’s OK, I did Mark, Matthew, Luke and John.’ I opened them and they were still there.”

His vision was actually two nuns, who worked to care for him. Lakhani befriended the nuns during his convalescence and joined them in lighting candles at their church. His experience in Italy would have a lasting impact. ML Resources Social Vision supports interfaith engagement through partnerships with the Interfaith Center of New York and initiatives such as the Interfaith Youth Action Group.

Morris said Lakhani’s respect for other faiths is inspiring and something to be emulated.

“One of the things that he loves to talk about is him being Muslim, and the Salvation Army being Christian. He really sees himself and our friendship, personally, as an example of how people from different worlds and beliefs can come together and make a marked difference in their community,” Morris said.

As Lakhani feeds people in the United States, his philanthropic initiatives in Pakistan continue to flourish. He supports many programs in his country of birth that provide immediate assistance and develop skills to help people reach economic self-sufficiency.

Lakhani began his charitable work in Pakistan in response to criticism. He said that after he built his home in Islamabad in 1997, he heard that low-income families and other less fortunate resented wealthy people living in big homes while the people nearby suffered from poverty and hunger. Rather than be offended, Lakhani realized they had a valid point.

“Sometimes when we think that we are above everything, intellectually or wealthwise, we forget the reality on the ground, the heat of the street,” he said.

Within a week, Lakhani had laid the foundation for the House of Rice. At first, the initiative fed people on Fridays. Today, the program feeds as many as 500 people daily at locations in Islamabad and Rawalpindi. And while the House of Rice reaches people in the streets, the Lakhani-supported Women Aid Trust reaches women and children in many prisons across Pakistan.

Lakhani is quick to point out that the Women Aid Trust is not his idea, but that of its founders, who were housewives with an idea and passion that inspired him to get involved. Early on, the organization provided toiletries as well as food, a rarity for female and juvenile inmates in Pakistani prisons. When he met the two women who led the initiative, Lakhani asked them a simple question: Why? They answered, “These are people nobody cares about; neither are they on anyone’s radar screen.”

That was enough to convince Lakhani. With his financial and moral support, the Women Aid Trust started offering job training and legal aid to women and children. The female inmates involved in the program make embroidered purses and other goods. They also have a chance to talk to qualified legal counsel.

“We teach them a trade, and now many of these women are working as embroiderers,” Lakhani said, adding that the young boys are becoming electricians and plumbers, and most of them also learn to use a computer. “Now, many young lawyers want to come and

اس کے ایک ہفتے کے اندر اندر لاکھانی نے چاول گھر کی بنیاد رکھ دی۔ شروع میں یہاں ہر جمعہ کو لوگوں کو کھانا دیا جاتا تھا۔ آج اس پروگرام کے تحت راولپنڈی اور اسلام آباد کے کم و بیش پانچ سو افراد کو روزانہ کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔ ایک طرف ”چاول گھر“ سڑکوں اور گلیوں میں لوگوں تک پہنچتا ہے تو دوسری طرف لاکھانی پاکستان بھر کی جیلوں میں مقید عورتوں اور بچوں تک رسائی رکھنے والے ”ویمن ایڈ ٹرسٹ“ کی بھی مدد کر رہا ہے۔

لاکھانی نے یہ بتانے میں کوئی وقت ضائع نہیں کیا کہ ”ویمن ایڈ ٹرسٹ“ اس کے ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ اس ادارے کو شروع کرنے والی گھریلو خواتین کی دردمندی اور خلوص کو دیکھتے ہوئے اسے اس کام میں شریک ہونے کی تحریک ملی۔ شروع شروع میں یہ تنظیم پاکستانی جیلوں میں قید عورتوں اور بچوں کے لئے کھانا فراہم کرتی اور بیت الخلاء کی سہولت مہیا کرتی تھی، جن کی شدید قلت تھی۔ جب وہ اس ادارے کو چلانے والی دو خواتین سے ملا تو اُس نے ایک سادہ سا سوال پوچھا کہ کیوں؟ اُن کا جواب تھا کہ اس لئے کہ بیبی وہ لوگ ہیں جن کا کوئی خیال نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کسی شمار و قطار میں ہیں۔

لاکھانی کو امداد پر آمادہ کرنے کیلئے یہ بات کافی تھی۔ اُس کے مالی اور اخلاقی تعاون سے اب ”ویمن ایڈ ٹرسٹ“ عورتوں اور بچوں کو قانونی امداد اور کام کاج کی تربیت فراہم کر رہا ہے۔ اس پروگرام کے ساتھ منسلک قیدی خواتین پھول دار پرس اور دیگر اشیاء بناتی ہیں انہیں قانونی ماہرین سے صلاح مشورہ کرنے کا موقع بھی دیا جاتا ہے۔

لاکھانی نے بتایا کہ ہم انہیں کوئی نہ کوئی نہ ہنر سکھاتے ہیں اور اب بہت سی خواتین کشیدہ کاری کا کام کرتی ہیں جبکہ نو عمر بچے لیکٹریٹیشن اور پلمبر بن رہے ہیں۔ کئی بچے ایسے بھی ہیں جنہیں کمپیوٹر استعمال کرنا آتا ہے۔ اب بہت سے نوجوان وکیل رضا کارانہ بنیاد پر خدمات فراہم کرنے کیلئے تیار ہیں تاکہ ان عورتوں اور بچوں کو ضمانت پر رہا کرایا جاسکے۔ گزشتہ دس برسوں کے دوران ایسی ہی کوششوں کے ذریعے سینکڑوں عورتوں اور بچوں کو ضمانت پر رہا کرایا جا چکا ہے۔

اگرچہ لاکھانی مختلف خیراتی کاموں کے لئے رقم فراہم کرتا ہے لیکن اُس کا کہنا ہے کہ جو افراد مفلس لوگوں کی مدد کے لئے کام کرتے اور اپنا وقت دیتے ہیں وہی ”اصل ہیرو“ ہیں۔

اُس کا کہنا ہے کہ باتیں کرنا فضول ہے جو لوگ اپنا وقت دیتے ہیں۔ میں اُن کی عزت کرتا ہوں۔ ممکن ہے یہ لوگ کچھ زیادہ نہ کمارے ہوں اور انہیں اپنا پیٹ پالنے کے لئے کام کرنے کی ضرورت پڑتی ہو، لیکن اس کے باوجود یہ لوگ غریبوں کی مدد کرنے کے لئے وقت نکال لیتے ہیں اور یہ بات بہت اہمیت رکھتی ہے۔

ایم اسکاٹ بورٹوٹ انٹرنیشنل انفارمیشن پروگرامز کے اسٹاف رائٹر ہیں۔

volunteer their time so that they can help in bailing out these women and children. Over the past 10 years, hundreds of women and young juveniles have been successfully bailed out through this effort.”

Although Lakhani provides financing for charitable projects, he said those who work and devote time to serve the less fortunate are the “real heroes.”

“Talk is cheap. People who give their time, I admire them,” he said. “They might not be making much money and need to work to put groceries on the table. Despite that, they take time out to help the poor, and to me, that’s powerful.”

M. Scott Bortot is a staff writer for Bureau of International Information Programs (IIP).

U.S. Honors Mr. Shamshad Hussain of Pakistan as State Alumni Member of the Month (May)

Shamshad Hussain has become a leader in promoting volunteerism, education and ecotourism in his native Pakistan. Hussain participated in the Community College Initiative Program (CCIP), studying at Daytona State College from 2008 to 2009. "It was an honor to represent Pakistan in the U.S.," he said. "The ultimate impact was my broadening vision and firm mission to make a difference in my society." Upon his return to Pakistan, he initiated numerous community service projects, was elected president of the Pakistani-U.S. Alumni Network Gilgit-Baltistan Chapter and took on the role of coordinator for the local English Access Microscholarship Program.

Hussain lives in Gilgit-Baltistan, a beautiful and remote region in northern Pakistan that struggles with transportation and security issues. Despite these challenges, he has developed multiple community-service campaigns. "Volunteer work is a noble and highly recognized job," he exclaims when describing his U.S. experiences in meetings with the Gilgit-Baltistan region residents. Hussain often organizes volunteer events such as a hike on a popular mountain trail where participants picked up trash along the way.

Pakistan is a multi-lingual country where many businesses and government jobs require strong English language skills, which children of Gilgit-Baltistan often lack. Having witnessed this professional disadvantage, Hussain worked to pilot and implement the U.S. Embassy's English Access Microscholarship Program in the Gilgit-Baltistan region in April 2010. Professional and educational opportunities for Gilgit-Baltistan's underprivileged children have significantly expanded due to Hussain's commitment to his community.

Hussain works as the executive director of the Grassroots Association for Community Empowerment (GRACE), a Pakistani non-profit that mobilizes marginalized communities to create a peaceful society. Hussain is committed to encouraging others, especially alumni of U.S. government exchange programs, to "empower and improve the quality of life of vulnerable communities."

In October 2010, 100 alumni of the Gilgit-Baltistan region organized a local chapter of the Pakistan-U.S. Alumni Network. As president, Hussain led this group of committed alumni to encourage local students to learn about U.S. government-funded exchange programs. More than 800 female students attended the seminars, the first of their kind in Gilgit-Baltistan.

Through his work with the alumni chapter, underprivileged students and the local community, Hussain has become a role model for his fellow Pakistani alumni and an instrumental force in promoting mutual understanding between the United States and Pakistan.

Each month the Bureau of Educational and Cultural Affairs' Office of Alumni Affairs, which supports alumni as they build on their exchange experiences, confers the State Alumni Member of the Month award on an outstanding alumnus or alumna. For more information, visit the website at <http://exchanges.state.gov/alumni/alumnus.html>



امریکی الومنی آف دی منٹھ (برائے مئی) - آئی آئی بی ڈوٹو - IIP Photo US Alumni of the month (May)

پاکستان کے شمشاد حسین کیلئے امریکہ کی جانب سے ماہ مئی کے اسٹیٹ الومنی ممبر کا اعزاز

شمشاد حسین اپنے وطن پاکستان میں رضا کارانہ کام کرنے، تعلیم پھیلانے اور متحرک سیاحت کے رہنما بن چکے ہیں۔ شمشاد حسین نے کمیونٹی کالج انیشی ایٹو پروگرام کے ذریعے 2008ء سے 2009ء تک ڈیٹونا اسٹیٹ کالج میں تعلیم حاصل کی۔ اُن کا کہنا ہے کہ امریکہ میں پاکستان کی نمائندگی کرنا ایک اعزاز تھا۔ اس کے نتیجے میں میرا نکتہ نظر وسیع ہوا اور اپنے معاشرے میں تبدیلی لانے کے حوالے سے میرا عزم پختہ ہوا۔ پاکستان واپس لوٹنے کے بعد انہوں نے کمیونٹی سروس کے کئی منصوبے شروع کئے۔ وہ پاکستانی۔ امریکی الومنی نیٹ ورک کی گلگت۔ بلتستان شاخ کے صدر منتخب ہوئے اور لوکل انگلش ایکسس مائیکرو اسکا لرشپ پروگرام کے کوارڈینیٹر کی ذمہ داریاں بھی نبھائیں۔

شمشاد حسین پاکستان کے دور افتادہ شمالی علاقہ جات میں گلگت۔ بلتستان کے رہنے والے ہیں۔ یہ علاقہ آمدورفت اور سیکورٹی کے مسائل سے دوچار ہے۔ ان مشکلات کے باوجود انہوں نے کمیونٹی سروس کی کئی مہمیں شروع کیں۔ گلگت۔ بلتستان کے باسیوں کو امریکہ میں اپنے قیام کے دوران ہونے والے تجربات سے آگاہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ رضا کارانہ طور پر کام کرنا لائق تحسین اور بہتر ہے۔ حسین اکثر و بیشتر رضا کارانہ کاموں کا اہتمام کرتے رہتے ہیں مثال کے طور پر کسی معروف پہاڑ کے راستے پہ چلتے ہوئے کوڑے کرکٹ کی صفائی کرنا وغیرہ۔

پاکستان میں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور یہاں سرکاری ملازمتوں اور کاروبار کے لئے انگریزی زبان میں مہارت بہت ضروری ہے جبکہ گلگت۔ بلتستان کے بچے اس میں مہارت نہیں رکھتے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حسین نے اپریل 2010ء میں گلگت۔ بلتستان کے علاقے میں امریکی سفارتخانہ کے انگلش ایکسس مائیکرو اسکا لرشپ پروگرام کو ترقی پزیر طور پر رائج کرنے کا آغاز کیا۔ حسین کی اپنی برادری کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے گلگت۔ بلتستان کے محروم اور پسماندہ بچوں کے لئے پیشہ ورانہ اور تعلیمی مواقع میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔

شمشاد حسین پر امن معاشرے کی تشکیل کی غرض سے محروم طبقات کو متحرک کرنے کے لئے مصروف عمل ایک پاکستانی این جی او Grassroots Association for Community Empowerment (GRACE) سے کام کرتے ہیں۔ حسین دوسروں کی، خاص طور پر امریکی حکومت کے ایکیجنج پروگراموں کے شرکاء کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تاکہ وہ محروم طبقوں کو با اختیار بنانے اور اُن کی زندگی بہتر بنانے کے لئے کام کر سکیں۔

اکتوبر 2010ء میں گلگت۔ بلتستان کے ایک سوسائٹی طلبہ نے پاکستان۔ امریکہ الومنی نیٹ ورک کی مقامی شاخ کھولی۔ اس کے صدر کی حیثیت سے شمشاد حسین مقامی طالب علموں کو امریکی حکومت کی مالی اعانت سے چلنے والے ایکیجنج پروگراموں کے بارے میں آگاہ کرنے کیلئے سابق طلبہ کے گروپ کی صلاحیتیں استعمال کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے گلگت۔ بلتستان میں پہلی بار منعقد ہونے والے سیمینارز میں آٹھ سو سے زائد طالبات شرکت کر چکی ہیں۔

الومنی کی شاخ، پسماندہ طلبہ اور مقامی آبادی کے ساتھ کام کی وجہ سے شمشاد حسین اپنے ساتھی سابق طلبہ کیلئے رول ماڈل بن چکے ہیں۔ اور وہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان باہمی ہم آہنگی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

تبادلے کے پروگراموں کے شرکاء اپنے تجربات سے جس طرح سے استفادہ کرتے ہیں۔ اُس کی حوصلہ افزائی کے لئے بیورو آف ایجوکیشنل اینڈ کالج لچرل آفیسرز کا آفس آف الومنی آفیسرز بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے کسی بھی سابق طالب علم کو سٹیٹ الومنی میر آف دی منٹھ ایوارڈ دیتا ہے۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے یہ ویب سائٹ ملاحظہ کریں: <http://exchanges.state.gov/alumni/alumnus.html>

Visit the 50 States: **Maine**

پچاس ریاستوں کی سیر: **مین**

Hot air balloons lift off from Railroad Park, Friday, Aug. 18, 2006, in Lewiston, Maine. About two dozen balloons took part in a morning launch to kick off the three-day Great Falls Balloon Festival in Lewiston and Auburn, Maine. (AP)

۱۸ اگست ۲۰۰۶ء کو ریاست مین میں لیوسٹن کے ریل روڈ پارک سے گرم ہوا سے اڑنے والے فہارے اڑائے گئے۔
لیوسٹن اور آبرن میں منعقد ہونے والی اس تین روزہ فیسٹیول کے آغاز صبح کے وقت کم و بیش دو درجن فہارے اڑائے گئے۔
اسے پی فونو



Visit the 50 States: Maine

پچاس ریاستوں کی سیر: مین

Maine - THE PINE STATE

Admission to Union: March 15, 1820 (23rd State)

Capital: Augusta

Population: 1,274,923

مین: چیٹ والی ریاست

یونین میں شمولیت: مارچ ۱۵، ۱۸۲۰ء (۲۳ ویں ریاست)

ریاستی دارالحکومت: آگسٹا

آبادی: ۱،۲۷۴،۹۲۳

State Flag:



ریاست کا پرچم:

State Seal:



ریاست کی مہر:

State Bird: Black Capped Chickadee



ریاست کا پرندہ:
بلیک کیپ چیکیدی

State flower:
White pine cone
and tassel



ریاست کا پھول:
سفید پائن کون
اور ٹیسل

The 23rd state of the United States of America lies in the New England region of the northeastern U.S. It's bordered by the Atlantic Ocean, the state of New Hampshire and the Canadian provinces of Quebec and New Brunswick. It has a long shoreline and beautiful scenery: jagged, mostly rocky coastline, low rolling mountains, a heavily forested interior and picturesque waterways. The visual contrast of this state is summed up by the great American poet Edna St. Vincent Millay (of Maine):

"All I could see from where I stood
Was three long mountains and a wood

I turned and looked the other way

And saw three islands in a bay" - Edna St. Vincent Millay

It's the least populated state east of the Mississippi River - in 2008, Maine's population was estimated at 1,321,504 - that's about 41.3 people per square mile.

With so few people, it's no wonder that almost 90 percent of the state's land is made up of forests. That most likely also contributes to the quality of its public space cleanliness. This past March, Maine, together with Iowa, was ranked as the third best state in the American State Litter Scorecard. (Washington was first and California was second).

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی تینویں ریاست شمال مشرقی امریکہ کے خطے نیوا انگلینڈ میں واقع ہے۔ اس کی سرحدیں بحر الکاہل، ریاست نیو ہامپشائر اور کینیڈا کے صوبوں کیوبک اور نیو برنسوک سے ملتی ہیں۔ اس کی سرزمین بہت ہی خوبصورت، کٹے پھٹے اور چٹانی سلسلوں سے بھرپور طویل ساحل، اونچی نیچی پہاڑیوں، وسیع رقبے پر گھنے قدرتی جنگلات اور پانی کی بے شمار دفریب گزرگاہوں پر مشتمل ہے۔ اس ریاست کے متنوع منظر نامے کو اسی ریاست سے تعلق رکھنے والی امریکہ کی ایک عظیم شاعرہ ایڈنا سینٹ وینسٹ مل نے ایک نظم کی صورت میں مختصر اُیوں بیان کیا ہے۔

یہ دریائے میسیسیپی کے شمال میں سب سے کم آبادی والی ریاست ہے۔ 2008ء میں اندازہ لگایا گیا تھا کہ مین کی آبادی تیرہ لاکھ اکیس ہزار پانچ سو چار افراد پر مشتمل ہے۔ اس حساب سے یہاں 41.3 فیصد لوگ فی مربع میل آباد ہیں۔

اس ریاست کا نوے فیصد رقبہ جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس لئے اس کی کم آبادی پر کسی کو حیران نہیں ہونا چاہئے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس ریاست کا ماحول انتہائی خوشگوار اور صاف ستھرا ہے۔ گزشتہ مارچ میں امریکن اسٹیٹ لیٹر اسکور بورڈ میں ریاست مین کو آئیوا کے ہمراہ تیسری بہترین ریاست قرار دیا گیا تھا۔ (واشنگٹن پہلے اور کیلیفورنیا دوسرے نمبر پر آئی تھیں)۔

Maine boasts the largest exports of blueberries and toothpicks than any other state in the U.S. The largest toothpick manufacturing plant in the U.S. is located in Strong, Maine - the Strong Wood Products Incorporated plant produces 20 million toothpicks a day. Maine produces 25 percent of all blueberries in North America, making it the largest blueberry producer in the world and making the wild blueberry the state berry. By the same token, the state dessert is blueberry pie made with wild Maine blueberries.

Naval shipbuilding and construction also are key businesses for this state. It has a longstanding tradition of being home to many shipbuilding companies. In the 18th and 19th centuries, it was home to many shipyards which produced wooden sailing ships, which transported either cargo or passengers overseas.

The climate in Maine is considered a humid continental one. The summers are warm (though not hot) and humid and the winters are cold and snowy and especially brutal in the northern part of the state. Hurricanes and tropical storms usually do not make landfall in this state. As a matter of fact, Maine has fewer thunderstorms of any other state on the East coast, with most of the state averaging less than 20 days of thunderstorms per year.

One of the best-known towns in Maine is Kennebunkport. The town has a reputation as a summer haven for the wealthy, but enjoys visitors all year. Kennebunkport is the summer home of former U.S. president George H. W. Bush, father of former U.S. president George W. Bush. During his presidency, Bush often invited world leaders from Margaret Thatcher to Mikhail Gorbachev to Kennebunkport. In 2007, his son George W. Bush invited Vladimir Putin and Nicolas Sarkozy.

Many famous people call or have called Maine their home: actresses Bette Davis and Kirstie Alley, actors Judd Nelson, John Travolta, and the well-known author of contemporary horror, suspense, science fiction and fantasy fiction-Stephen King. King even sets many of his stories (Carrie), and his television series (Murder, She Wrote) in Maine.

Voters in Maine used to lean toward Republican party candidates, but began to vote more for Democrats in the 1960s, especially in Presidential elections. In 1968, Hubert Humphrey became just the second Democrat in a half century to carry Maine thanks to his running mate, Maine Senator Edmund Muskie. Since then, the state has become a left-leaning swing state and has voted Democratic in five successive Presidential elections, casting its votes for Bill Clinton twice, Al Gore in 2000, John Kerry in 2004 and Barack Obama in 2008. However, in the 2010 mid-term elections, the Republican party, once again, made major gains-it captured the governor's office as well as majorities in both chambers of the state legislature for the first time since the early 1970s.

مین امریکہ کی کسی بھی ریاست سے زیادہ مقدار میں بلیویری اور خلال برآمد کرتی ہے۔ خلال بنانے کا امریکہ کا سب سے بڑا کارخانہ مین کے شہر سٹرانگ میں ہے۔ سٹرانگ ووڈ پرائڈکنس انکارپوریشن کے نام سے قائم اس کارخانے میں روزانہ دو کروڑ خلال تیار ہوتی ہیں۔ شمالی امریکہ میں بلیویری کی کل پیداوار کا پچیس فیصد مین میں پیدا ہوتا ہے۔ یوں یہ ریاست پوری دنیا میں بلیویری کی پیداوار کے اعتبار سے پہلے نمبر پر ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ریاست کا نشان جنگلی بلیویری ہے۔ اور اس کا ریاستی میٹھا جنگلی بلیویری سے تیار ہونے والی پیسٹری ہے۔

ریاست کے دیگر بڑے کاروباروں میں بحری جہازوں کی تیاری اور تعمیرات شامل ہیں۔ یہاں بحری جہاز اور کشتیاں تیار کرنے والی کمپنیوں کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اٹھارویں اور انیسویں صدیوں کے دوران میں یہاں کے بے شمار شپ یارڈز میں لکڑی سے مال بردار جہاز اور کشتیاں بنائی جاتی تھیں، جو دنیا بھر کے سمندروں میں جاتے تھے۔

مین کا موسم گرم اور مرطوب ہے۔ گرمیوں میں خاصی گرمی پڑتی ہے، فضا مرطوب رہتی ہے جبکہ سردیوں میں نسبتاً اور برفیاری سے بھر پور ہوتی ہیں۔ ریاست کا شمالی حصہ خاص طور پر شدید سردی کی لپیٹ میں رہتا ہے۔ یہاں طوفان بادوباراں کم کم ہی آتے ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مشرقی ساحل پر کسی بھی دوسری ریاست کے مقابلے میں گرج چمک کے طوفان بھی کم آتے ہیں۔ اگر اعداد و شمار کو دیکھا جائے تو سال بھر میں صرف تیس دن یہاں گرج چمک والا طوفان آتا ہے۔

مین کے معروف شہروں میں کینی بنک پورٹ شامل ہے۔ یہ شہر گرمیوں میں دولت مند افراد کی جنت تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں سارا سال سیاحوں کی ریل پیل رہتی ہے۔ امریکہ کے سابق صدر جارج ایچ ڈبلیو بش، جو سابق صدر جارج ڈبلیو بش کے والد ہیں، ہمیشہ گرمیوں میں کینی بنک پورٹ منتقل ہو جاتے ہیں۔ اپنی صدارت کے دور میں صدر بش نے مارگرٹ تھیچر سے لے کر گور باچوف تک کئی عالمی لیڈروں کو کینی بنک پورٹ میں مدعو کیا تھا۔ 2007ء میں ان کے بیٹے جارج ڈبلیو بش نے ولاڈی میر پیوٹن اور نکولس سرکوزی کو یہاں بلایا تھا۔

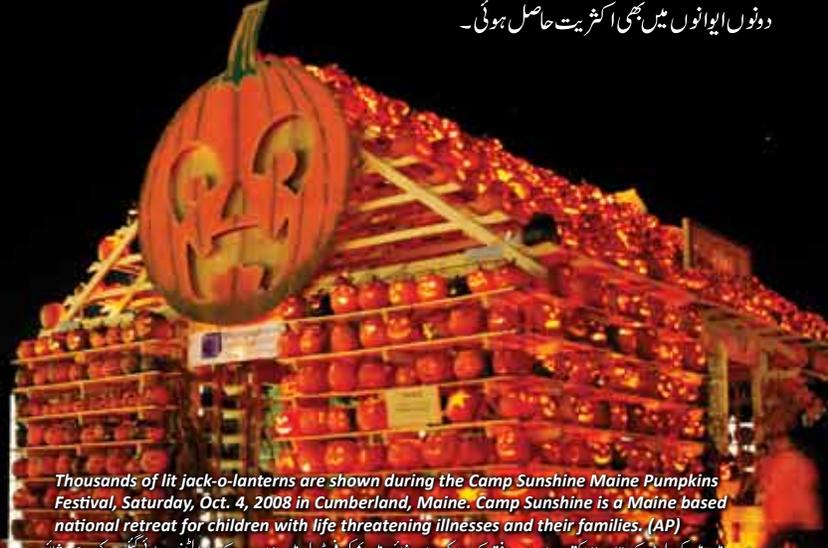
کئی معروف افراد مین کو اپنا شہر کہتے رہے ہیں۔ اداکارہ بیٹی ڈیوٹ اور کرشی ایلی، اداکار جڈن نیلسن، جان ٹریولٹا اور خوف، سسپنس، سائنس فکشن اور فینٹسی فکشن کے معروف مصنف سٹیفن کنگ ان میں شامل ہیں۔ کنگ نے اپنی کئی کہانیوں مثلاً (Carrie) اور ٹیلی وژن سیریز (Murder, She Wrote) مین ہی میں لکھیں۔

عام طور پر مین کے ووٹر ریپبلکن پارٹی کے امیدواروں کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے لیکن 1960ء کے عشرے سے خاص طور پر صدارتی انتخابات میں وہ ڈیموکریٹس کے حق میں اپنے زیادہ تر ووٹ استعمال کرنے لگے۔ 1968ء میں ہربرٹ ہمفری پوری نصف صدی میں دوسرے ڈیموکریٹ ثابت ہوئے جنہوں نے ریاست مین میں اکثریت حاصل کی اور اس کی وجہ ان کے ساتھی اور مین کے سینیٹر ایڈمنڈ موسکی تھے۔ اُس وقت سے یہ بائیں بازو کی طرف جھکاؤ رکھنے والی ریاست بن چکی ہے۔ گزشتہ پانچ صدارتی انتخابات میں یہ ریاست مسلسل ڈیموکریٹس امیدواروں کے حق میں ووٹ استعمال کرتی رہی ہے۔ ان میں صدر بل کلنٹن کو دو بار، 2000ء میں الگور کو 2004ء میں جان کیری کو اور 2008ء میں باراک اوبامہ شامل ہیں۔ تاہم 2010ء کے وسط مدتی انتخابات میں ایک بار پھر ریپبلکن پارٹی کو کامیابی ملی اور نہ صرف اُس کا گورنر منتخب ہوا بلکہ 1970ء کے عشرے کے بعد سے پہلی بار اسے ریاستی مقننہ کے دونوں ایوانوں میں بھی اکثریت حاصل ہوئی۔



The Kotchegna Dancers and drum ensemble with its lively Ivorian rhythm entertain the crowds in downtown Bangor, Maine, as part of the 66th National Folk Festival, Saturday, Aug. 28, 2004. (AP)

۲۸ اگست ۲۰۰۴ء کو مین کے شہر بنگور کے وسط میں چھپا سٹوڈنٹس فوک فیسٹیول کے موقع پر Kotchegna نقاش اپنے ڈھولوں اور اداکاروں کے ساتھ لوگوں کو محظوظ کر رہے ہیں۔ اے پی فوٹو



Thousands of lit jack-o-lanterns are shown during the Camp Sunshine Maine Pumpkins Festival, Saturday, Oct. 4, 2008 in Cumberland, Maine. Camp Sunshine is a Maine based national retreat for children with life threatening illnesses and their families. (AP)

ریاست مین میں کیمپ لینڈ کے مقام پر ۴ اکتوبر ۲۰۰۸ء ہفتے کے روز تیسپ سٹائن میں چھپا کیمپ لینڈ میں ہزاروں جگہ ادا لائیں جلائی گئیں۔ تیسپ سٹائن مین ان بچوں اور ان کے والدین کی ملک گیر کیمپ ہے جہاں کوئی جان لیوا بیماری لاحق ہوتی ہے۔ اے پی فوٹو

تو نصل سے پوچھیے

امریکن سٹیزن سروسز کے بارے میں

1- امریکن سٹیزن سروسز کیا ہے؟

امریکن سٹیزن سروسز امریکی سفارتخانہ اور لاہور اور کراچی میں واقع اس کے تو نصل خانوں کا ایک یونٹ ہے جو بیرون ملک امریکی باشندوں کو مدد اور معلومات فراہم کرتا ہے۔ ادارے کے حکام جیل میں قید امریکیوں سے ملاقات کرتے ہیں اور امریکی شہری کے کسی عزیز کے انتقال کی صورت میں اس کے خاندان اور دوستوں کو ضروری مدد فراہم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ یونٹ اغوا شدہ یا زیر حراست امریکی بچوں اور خاندانوں کی مدد کرتا ہے۔ امریکی شہریوں کی فلاح و بہبود پر نظر رکھتا ہے اور انہیں قانونی معاونت فراہم کرتا ہے، رجسٹرڈ امریکی باشندوں کو امریکی انتخابات میں ووٹ ڈالنے میں مدد دیتا ہے اور امریکی باشندوں کو پاکستان میں ان کی حفاظت اور سیکورٹی کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کرتا ہے۔

2- میں ایک امریکی شہری ہوں۔ میرا بچہ پاکستان میں پیدا ہوا۔ میں اپنے بچے کی کس طرح رجسٹریشن کرا سکتا ہوں؟

سب سے پہلے آپ کو بچے کی پیدائش پر مبارکباد! جب بھی امریکی شہریت رکھنے والا بچہ امریکہ سے باہر پیدا ہوتا ہے اور ایک امریکی شہری کے طور پر اس کی شناخت کی اچھی طرح تصدیق ہو جاتی ہے تو تو نصل بیرون ملک پیدائش کی رپورٹ کے نام سے ایک قانونی دستاویز جاری کرتا ہے۔ یہ قانونی دستاویز (سی آر بی اے) امریکی شہریت کے اصل ثبوت کا کام دیتی ہے اور اس کی وہی حیثیت ہوتی ہے جیسا کہ امریکہ میں جاری کردہ پیدائش سرٹیفکیٹ کی۔ آپ امریکی سفارتخانے کی اس ویب سائٹ کے ذریعے اس سلسلے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں <http://islamabad.usembassy.gov>

3- میرا بچہ پاکستان میں پیدا ہوا جبکہ میں ایک امریکی شہری ہوں۔ میں کس طرح معلوم کر سکتا ہوں کہ میرا بچہ بھی امریکی شہری ہے؟

امریکی قانون کے تحت 1986ء کے بعد بیرون ملک امریکی والدین کے ہاں بچہ پیدا ہونے کی صورت میں انہیں اس بات کا ثبوت پیش کرنا ہوگا کہ وہ کم از کم گزشتہ پانچ سال امریکہ میں مقیم رہے ہیں جس میں سے دو سال کا عرصہ 14 سال کی عمر کے بعد کا ہوگا اور وہ بچے کی امریکی شہریت کے سلسلے میں تمام ضروری کاغذات کے ساتھ ایک درخواست دیں گے۔ مزید معلومات کیلئے آپ ہماری ویب سائٹ ملاحظہ کر سکتے ہیں جس میں سی آر بی اے کے اجراء اور 1986ء سے پہلے پیدا ہونے والے بچوں کی امریکی شہریت کے سلسلے میں تمام ضروری معلومات موجود ہیں۔

4- میں پاکستان میں اپنے عزیز رشتہ داروں سے ملنے آیا ہوں اور اگلے مہینے میرے پاسپورٹ کی مدت ختم ہو رہی ہے اور میں امریکی سفارتخانہ سے اپنے پاسپورٹ کی تجدید کرانا چاہتا ہوں۔

آپ امریکی سفارتخانہ سے اپنے امریکی پاسپورٹ کی تجدید کر سکتے ہیں۔ آپ کو اپنے پاسپورٹ کی تجدید کیلئے ہماری ویب سائٹ <http://islamabad.usembassy.gov> کے ذریعے وقت لینا ہوگا۔ اے سی ایس امریکی شہریوں کو مشورہ دیتی ہے کہ وہ پاسپورٹ کی مقررہ مدت ختم ہونے سے کم از کم ایک مہینہ پہلے اپنے پاسپورٹ کی تجدید کرائیں۔

Ask the Consul American Citizen Services

1. What is American Citizen Services?

American Citizen Services (ACS) is a unit of the Embassy and consulates in Lahore and Karachi devoted to assisting and providing information to Americans abroad. We visit Americans in jail, assist families and friends following the death of a U.S. citizen loved one, offer help to U.S. children and families involved in abduction, custody, support and other cases, check on the welfare of U.S. citizens, provide routine notary services, can help U.S. citizens register to vote in U.S. elections, and provide U.S. citizens with information on safety and security in Pakistan.

2. I am a U.S. citizen. My child was born in Pakistan. How do I register my child?

First, congratulations on the birth of your child! Whenever an American citizen child is born outside the U.S., a legal document called the Consular Report of Birth Abroad (CRBA) is issued to the child if the child can be confirmed as a U.S. citizen. The CRBA serves as original evidence of U.S. citizenship and functions the same way as a birth certificate does in the U.S. You can go the U.S. Embassy's Web site and make an appointment: <http://islamabad.usembassy.gov>.

3. My child was born in Pakistan. I am a U.S. citizen. How do I know if my child is a U.S. citizen?

Under U.S. law, a child of a U.S. parent born overseas after 1986 must present evidence that you, the U.S. citizen parent resided in the U.S. for a at least five years, two after the age of 14 and submit all the required application documents. Please visit our Web site for additional information, including making an appointment for a CRBA and the requirements for children born prior to 1986.

4. I am visiting relatives in Pakistan and my passport is expiring next month. I would like to renew it at the U.S. Embassy.

You can renew your U.S. passport at the U.S. Embassy. You will need to make an appointment for a passport renewal through our Web site at <http://islamabad.usembassy.gov>. ACS recommends U.S. citizens renew their passports at least one month before expiration.

5. What if I need to apply for an emergency passport?

ACS highly encourages U.S. citizens to have a valid U.S. passport at all times and to renew the passport well in advance of any anticipated travel plans to avoid any inconveniences. With that said, ACS understands that situations arise where an emergency passport is required. Please contact ACS at ACS_Islamabad@state.gov concerning emergency appointments. Remember, you can renew your U.S. passport before it expires!

6. I am an American Citizen and my Pakistani visa has expired. Will the U.S. Embassy assist me in obtaining my visa?

The U.S. Mission in Pakistan is unable to assist in extending visas. Visitors / Residents may apply for extension of stay at the following address:

Section Officer (Visas)
Ministry of Interior - Pakistan Secretariat, 'R' block
Islamabad. Tel: 051-920-7290

7. What if there is an earthquake or another crisis and I need to leave the country immediately; how will ACS help me?

ACS provides you with security and safety information about Pakistan. The U.S. Department of State encourages all U.S. citizens to register their trips with the U.S. Embassy online at www.travel.registration.gov to receive any travel warnings while traveling in Pakistan. ACS also encourages U.S. citizens to e-mail their mobile numbers and names to ACS_Islamabad@state.gov. ACS will text information concerning security and pertinent information during a crisis.

8. How does ACS protect my privacy?

Protecting your privacy as a U.S. citizen is a top priority of ACS. ACS does not release any information concerning you without your explicit statement authorizing us to do so and to whom. As a U.S. citizen, you are protected under the Privacy Act passed by Congress in 1974, which states that a Consular officer cannot release information about you to anyone without your written consent, except as set forth in the Act.

9. How can I stay connected with American Citizen Services?

ACS is on facebook and twitter! You can like our page: <http://www.facebook.com/IslamabadACS> and follow us at <http://twitter.com/ACSIslamabad>.

5- اگر مجھے ایمرجنسی پاسپورٹ کے حصول کیلئے درخواست دینی ہو تو کیا کرنا چاہئے؟

اے سی ایس امریکی شہریوں کو پرزور تاکید کرتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے پاس موثر امریکی پاسپورٹ رکھیں اور کسی بھی تکلیف سے بچنے کیلئے سفر کرنے کی کسی متوقع منصوبے کے پیش نظر وقت اپنے پاسپورٹ کی تجدید کرائیں۔ اے سی ایس سمجھتا ہے کہ بعض اوقات ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے جب ایمرجنسی پاسپورٹ کی ضرورت ہوتی ہے جس کے حصول کیلئے آپ ویب سائٹ ACS_islamabad@state.gov کے ذریعے اے سی ایس سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ آپ اپنے پاسپورٹ کی تجدید اس کی مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے کر سکتے ہیں!

6- میں ایک امریکی شہری ہوں اور میرے پاکستانی ویزے کی مدت ختم ہو چکی ہے۔ کیا امریکی سفارتخانہ ویزے کے حصول میں میری مدد کرے گا؟

امریکی سفارتخانہ ویزے کی مدت میں توسیع کیلئے کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ سیر و تفریح کیلئے آنے والے پاکستان میں مقیم امریکی باشندے اپنے قیام کی مدت میں توسیع کیلئے درج ذیل پتے پر درخواست دے سکتے ہیں۔

سیکشن آفیسر (ویزا)

وزارت داخلہ، پاکستان سیکرٹریٹ آر۔ بلاک۔ اسلام آباد۔ فون نمبر: 051-920-7290

7- زلزلے یا کسی بحران کی صورت میں اگر میں فوری طور پر ملک چھوڑنا چاہوں تو اے سی ایس کس طرح میری مدد کرے گا؟

اے سی ایس آپ کو پاکستان میں سیکورٹی اور حفاظت کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے۔ امریکی مملکت خارجہ تمام امریکی شہریوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ امریکی سفارتخانے کو آن لائن www.travel.registration.gov پر اپنے متوقع سفری منصوبے کے بارے میں بتا کر پاکستان میں سفر کے لئے ضروری ہدایات لے سکتے ہیں۔ اے سی ایس امریکی شہریوں کو یہ بھی تاکید کرتا ہے کہ وہ ACS_islamabad@state.gov پر اپنا موبائل نمبر اور نام ای میل کریں تاکہ اے سی ایس انہیں سیکورٹی اور درپیش بحران کے حوالے سے متعلقہ معلومات فراہم کر سکے۔

8- اے سی ایس میری نجی زندگی کو کس طرح محفوظ بنا سکتا ہے؟

امریکی شہری کی حیثیت سے آپ کی نجی زندگی کی حفاظت اے سی ایس کی اولین ترجیح ہے۔ اے سی ایس آپ کی اجازت کے بغیر کسی کو بھی آپ کے بارے میں کوئی معلومات فراہم نہیں کرتا۔ ایک امریکی شہری کی حیثیت سے نجی زندگی کے قانون کے تحت آپ کو وہ تمام مکمل تحفظ حاصل ہے جسے امریکی کانگریس نے 1974ء میں منظور کیا تھا۔ اس قانون کی مطابق تو نسلر آفیسر آپ کے تحریری اجازت نامے کے بغیر کسی کو کوئی معلومات فراہم نہیں کر سکتا۔

9- میں امریکن سٹیٹن سروسز سے کس طرح رابطے میں رہ سکتا ہوں؟

اے سی ایس کے بارے میں ضروری معلومات فیس بک اور ٹویٹر پر دستیاب ہیں جس کیلئے آپ درج ذیل پتے پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

<http://www.facebook.com/islamabadACS>

<http://twitter.com/ACSIslamabad>



Letters to the Editor

قارئین کی آراء

Owing to its informative contents and the eye-catching designing, Khabr-o-Nazar is becoming more and more popular among its readers with every passing day. In its January 2011 issue, the articles on Martin Luther King, Jr., Sindhi culture and "Visit the 50 States" were very interesting. I further suggest that the writings of both Pakistani and American writers on the topics of literature, culture and politics should also be included in the future editions of this magazine. I believe that such an effort will be very helpful in further bridging the gaps between our two nations.

Manzoor Mallah, (Sanghar)

I received the April-May 2011 issue of the Khabr-o-Nazar which contained a variety of very informative and interesting articles. I am a regular reader of this prestigious magazine which has really added to my knowledge about the United States. The journal provides an in-depth analysis of the American culture and society besides highlighting various aspects of the U.S.-Pakistan bilateral relationship. I congratulate the entire Khabr-o-Nazar team for producing such a valuable publication.

Muhammad Rafique Sajid, (Okara)

I have received the April-May issue of the Khabr-o-Nazar magazine and found its contents very interesting and full of important information about the friendly relations between Pakistan and the United States. I believe that this prestigious journal is not only playing an important role in bringing the two nations closer, but also is eradicating the negative impression about Americans in Pakistani society. Khabr-o-Nazar can go a long way to dilute the rigid misperceptions on both sides. The side-by-side publication of its contents in both English and Urdu languages is particularly very helpful for the highly-educated and ordinary readers. I congratulate the entire Khabr-o-Nazar team for making laudable efforts in producing such an informative magazine.

Sarwat Ali Khan, (Peshawar)

I have just received the April-May 2011 issue of the Khabr-o-Nazar magazine. I appreciate the efforts made by the entire Khabr-o-Nazar in producing such an informative and interesting journal. All of the topics in this edition were very interesting, especially "Women History Month Contest". I appreciate that and think that everyone can do a lot of social work in his surroundings. I would like to advise the U.S. Embassy to arrange seminars in backward areas of Pakistan with the goal of encouraging youth to come forward and utilize their talents for the well-being of their fellow countrymen.

Abid Dik.

اپنے معلوماتی مواد اور جاذب نظر ڈیزائننگ کی وجہ سے "خبر و نظر" ہرگزرتے دن اپنے قارئین میں مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ جنوری 2011ء کے شمارے میں "مارٹن لوتھر کنگ جونیئر"، "سندھی کلچر" اور "پچاس ریاستوں کی سیر" جیسے مضامین انتہائی دلچسپ تھے۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ ادب، ثقافت اور سیاسیات کے حوالے سے امریکی اور پاکستانی مصنفین کی تحریروں کو آئندہ شماروں میں شامل کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان خلیج کو پاٹنے کے لئے اس طرح کی کوششیں بہت مفید ثابت ہوں گی۔

منظور ملاح۔ ساگھڑ

مجھے اپریل۔ مئی 2011ء کا "خبر و نظر" کا شمارہ موصول ہوا جو بہت سے معلوماتی اور دلچسپ مضامین سے مزین تھا۔ میں اس باوقار جریدے کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتا ہوں کیونکہ اس کی وجہ سے امریکہ کے بارے میں میری معلومات میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ یہ رسالہ پاکستان اور امریکہ کے باہمی تعلقات کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ امریکی ثقافت اور معاشرے کے بارے میں تفصیلی جائزے مہیا کرتا ہے۔ میں "خبر و نظر" کی پوری ٹیم کو یہ مؤثر جریدہ شائع کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔

محمد رفیق ساجد۔ اوکاڑہ

مجھے اپریل۔ مئی 2011ء کے "خبر و نظر" کے شمارے میں موجود مواد بہت دلچسپ لگا۔ اس میں پاکستان اور امریکہ کے دوستانہ تعلقات کے بارے میں بھرپور معلومات تھیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مؤثر جریدہ نہ صرف دونوں ملکوں کو قریب لانے بلکہ پاکستانی اور امریکی معاشروں کے بارے میں پائے جانے والے منفی خیالات کو دور کرنے میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ دونوں طرف موجود شدید غلط فہمیوں کو ختم کرنے میں "خبر و نظر" قابل قدر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔ رسالے کے مواد کو بیک وقت انگریزی اور اردو زبانوں میں شائع کرنے کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقوں کے ساتھ ساتھ عام قارئین کو بھی بہت سہولت ہوگئی ہے۔ میں "خبر و نظر" کی پوری ٹیم کو اس قدر معلوماتی جریدہ شائع کرنے پر مبارکباد دیتا کرتا ہوں۔

شروت علی خان۔ پشاور

مجھے ابھی ابھی اپریل۔ مئی 2011ء کا "خبر و نظر" کا شمارہ موصول ہوا ہے۔ میں "خبر و نظر" کی پوری ٹیم کو اس قدر معلوماتی اور دلچسپ جریدہ شائع کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اس بار کی اشاعت میں شامل تمام مضامین بہت ہی دلچسپ تھے خاص طور پر "ماہ تاریخ نسوان" مجھے بہت اچھا لگا۔ میرا خیال ہے کہ ہر شخص اپنے ماحول میں رہتے ہوئے بہت سے سماجی کام کر سکتا ہے۔ میں امریکی سفارتخانہ کو مشورہ دینا چاہوں گا کہ وہ پاکستان کے پسماندہ علاقوں میں ایسے سمینارز کا اہتمام کرے جن کا مقصد نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہو، تاکہ وہ آگے آئیں اور اپنے ہم وطنوں کی ترقی اور خوشحالی کیلئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر سکیں۔

عابد دیک (جگہ کا نام نہیں لکھا)



Ambassador Munter and his wife Dr. Marilyn Wyatt with facebook logo contest winner Shahzeen Khan on July 4, 2011

چار جولائی 2011ء سفیر کیمرن منٹر اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر میریلین وائیٹ فیس بک لوگو مقابلہ جیتنے والے شاہزین خان کے ہمراہ۔

سفارتخانہ کی فیس بک پیج www.facebook.com/pakistanusembassy Embassy's Facebook Page: "Like" and "Suggest to Friends"